لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
۷۸۶ ـــــــــــ ۹۲
یرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ

کلماتِ کمالیہ

مصنفہ

حضرت شاہ سید کمال الدین المعروف شاہ کمال قدس اللہ سرہٗ

مترجمہ

حضرت الحاج مولانا صحوی شاہ علیہ الرحمۃ

اشاعتِ اول

ترتیب و تبویب

۵ رجنوری ۱۹۹۱ء

مولانا غوثوی شاہ

قیمت پچیس روپے ۲۵

خلف و جانشین حضرت مولانا صحوی شاہ رح

تعارفِ کتاب

کلماتِ کمالیہ۔ کے نام سے یہ کتاب فارسی زبان میں بہت سے ادق مسائل پر حاوی نہایت ہی جامع ومبسوط اور شاہکار تصنیف ہے۔ پیرومرشد حضرت صحوی شاہ علیہ الرحمہ نے اپنے ایک "رسالہ" "رسالہ النور" ۱۹۵۳ء میں قسط واری اُردو ترجمہ پیش کیا تھا۔ اِس کتاب کے ترجمہ میں حضرت قبلہ رح کے ساتھ حضرت رح کے پیر بھائی مولانا سید قاسم شاہ رح بلہاری) کا تعاون حاصل رہا۔ اور اِس کتاب کی اشاعت کا حق حضرت قبلہ پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ نے "خرمنِ کمال" کی اشاعت کے موقعہ پر نبیرہ گانِ حضرت شاہ کمال رح سے جوکہ میسور (کرناٹک) کے رہنے والے ہیں حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے ایک تصویر بھی حضرت قبلہ رح کو عنایت کی تھی جو کے "خرمن کمال" کے صفحہ (۱ تا ۲۱۱) درج ہے۔ اہلِ اقتباس پیش ہے۔

*

مولانا صحوی شاہ صاحب ابن حضرت پیر غوثی شاہ رح کا وجود سرزمینِ دکن کے لئے باعثِ فیضان ہے۔ موصوف نے مخزن العرفان

کا اہم انتخاب موسومہ "خرمنِ کمال" شائع کر کے گویا دریائے عرفان کو کوزہ میں سمو دیا ہے اُن کی یہ خدمت نہ صرف وابستگان سلسلۂ کمالیہ بلکہ شائقین تصوف کے لئے ایک نعمت بے بہا ہے جو بزرگانِ سلف اور بالخصوص حضرت شاہ کمال رح کی روح پر فتوح کی خوشنودی کا باعث ہے۔ ہم خود بھی اس تعلق سے بہت مسرور ہیں۔ فقط

نبیرگان حضرت شاہ کمال رح آستانہ حضرت مقبول رح کے صاحبزادہ حضرت اجمل مدظلہ اور ان کے برادر زادہ حقیقی و خلیفہ مجاز حضرت واصل دام اقبالہم کی طرف سے ہے۔

الحاصل

اس کتاب کی جلوہ ریزی کے انتظار میں کئی اہلِ دل روشن ضمیر چشم براہ تھے بالآخر وہ حضرت مولانا غوثوی شاہ کی نگرانی میں منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہوگئی۔ یقیناً طالبانِ توحید و دل دادگانِ تصوف کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ خدا کرے کہ مولانا موصوف مدظلہ کی نگرانی میں ایسی ہزار کتابیں جلوہ ریز ہوتی رہیں۔

واضح باد کہ کلماتِ کاملیہ کے جو تین حصے کئے گئے

ہیں۔ چونکہ کتاب ضخیم ہے اس لئے پیشِ نظر کتاب کو حصہ اول قرار دیا گیا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حصہ دوم، حصہ سوم بہت جلد زیرِ اشاعت ہے۔ پیشِ نظر کتاب میں ابتداء فارسی اور اردو ترجمہ کو یکساں پیش کیا گیا ہے۔ کلمۂ اول سے فارسی کے اشعار کو محدود کر کے اُردو ترجمہ کو زیادہ پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ فارسی اور اُردو کے ساتھ ....

انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب ہر پڑھنے والے کے لئے تازگیٔ ایمان کا باعث بنے گی۔

فقط

معتمد سلسلۂ صحویہ غوثیہ، کمالیہ

شاہ ایس ایم کریم محی الدین قادری چشتی

(تذکرۂ حضرت مصنف)

کمالِ کلماتِ کمالیہ

حضرت شاہ سید کمال الدین بادشاہ بخاری (ثانی) جنوبی ہند کے مایۂ ناز مشائخین سے تھے۔ جن کا سلسلۂ نسب بیندرہ واسطوں سے حضرت جلال الدین میر سُرخ بخاری کے پوتے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے جا ملتا ہے۔ یہ بخاری خاندان، ملتان اوچھ ہوتا ہوا گلبرگہ پہونچا۔ جہاں حضرت ممدوح کے دادا سید کمال الدین بخاری (اوّل) کے پیر دادا حضرت جلال الدین بخاری سے جو گلبرگہ تشریف لاچکے تھے حضرت خواجہ بندہ نواز کے بڑے صاحبزادہ محمد اکبر کے چھوٹے پوتے شاہ حسن کی صاحبزادی خوند بی بی سے عقد نکاح ہوا۔ اور ان کے صاحبزادہ حضرت کمال الدین بخاری (اوّل) نے گلبرگہ سے بیجاپور، کرنول اور کڑپہ ہوتے ہوئے راجچوٹی میں سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت سید نور اللہ بادشاہ بخاری منجھلے اور حضرت سید محمد حسینی شاہ میر بخاری (اوّل) بڑے بھائی تھے۔ جو آپ کے شیخ طریقت بھی ہیں جن کو اپنے والد حضرت سید جمال الدین بخاری (اوّل) سے اور ان کو اپنے والد حضرت سید کمال الدین (اوّل) بیعت وخلافت تھی۔ آپ کو علوم

ظاہری اور باطنی کی تکمیل کے ساتھ مختلف زبان و ادب میں بھی مہارت تھی۔ شاعری سے فطری ذوق تھا۔ کمال اور کمالی تخلص فرماتے تھے گویا فیضانِ رحمان نے اپنا شاگرد بنالیا تھا۔ تب ہی تو مضامین کا سلسلہ لامتناہی تھا کہ آپ کے قلم فیض رقم سے نغمہ نور کے منظوم و مترنم دریا کے روپ میں موجزن تھا۔ آپ نے شعر کے پردے میں بہت سے رموز و غوامض کو کھلے دل سے کھلے لفظوں میں قلم بند فرمایا۔ آپ اردو کے قدیم دکھنی شاعروں میں خصوصی امتیاز اور تاریخی شخصیت کے حامل ہیں۔ مشہور شعرا میں سراج دکھنی اور عبدالولی عزلت آپ کے معاصرین سے تھے۔ ہمعصر مشائخین میں حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ او رقطب ویلور حضرت شاہ عبداللطیف (ثانی) قادری جیسے افراد کو آپ سے بے حد خلوص اور عقیدت مندانہ لگاؤ تھا۔

والئی میسور نواب حیدر علی مرحوم، ٹیپو سلطان شہید اور اکثر امرائے سلطنت و اعیانِ شہر آپ کے معتقدین و مریدین سے تھے نواب معین الدین خاں جو ٹیپو کی بساطِ سیاست کا اہم مہرہ تھا۔ اصل میں یہہ بھی خفیہ سازشی گروہ کا رکن ہی تھا۔ تاریخ میں اسے غدار بتایا گیا ہے۔ یہہ بھی اپنی خوش قسمتی سے حضرت کا کفش بردار تھا۔ جس کی جو فروش گندم نما وفاداری کا علم جب حضرت کو سلطان ٹیپو کے مقتول ہونے کے بعد ہوا تو آپ نے نہ صرف اس پر خفگی کا اظہار

فرمایا بلکہ آخر وقت تک اس کا منھ بھی نہیں دیکھا۔ آپ کے خلفاء میں حضرت سید علاء الدینؒ اور زبان کی قدیم (مشہور منظوم کتاب "مصباح الحیات") کے مصنف حضرت میر حیاتؒ اور آپ کے صاحبزادہ سید یوسف علی شاہ اکملؒ کے نام مشہور ہیں اول الذکر سے ان کے فرزند حضرت سید برہان الدین شاہ حقانیؒ جو حضرت شاہ کمالؒ کے داماد بھی تھے۔ اُن سے حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہؒ کو اور ان سے حضرت کمال اللہ شاہ المعروف مچھلی والے شاہؒ تک سینہ بہ سینہ انتقال فیضان ہوتا رہا پھر ان کے جانشین کی حیثیت سے حضرت پیر غوثی شاہؒ کے ذریعہ سارے ہندو پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں توحید حقیقی اور تصوف قرآنی کا شہرہ عام ہوا۔

تصانیف میں حضرت کی بہت سی فارسی اور اردو کتابیں یادگار ہیں جو نظم و نثر میں ترجمہ تالیف اور مختلف فنون پر مشتمل ہیں ان میں سے اکثر چھپ بھی چکی ہیں۔ تصوف میں پیش نظر کتاب کلماتِ کمالیہ غیر مطبوعہ فارسی زبان میں بہت سے ادق مسائل پر حاوی نہایت ہی جامع و مبسوط اور شاہکار تصنیف ہے۔

دیوانِ کمال فارسی غیر مطبوعہ کلام ہے۔ "مخزن العرفان" کے آخری صفحات میں فارسی کے چند متفرق ابیات صنفِ شاعری کے نمونہ کے طور پہ درج ہیں۔ اور ساتھ ہی تین فارسی غزلیں بھی چھپی ہیں۔ جن میں ایک حضرت امیر خسروؒ کی مشہور غزل کے تتبع میں ہے۔ اور وہی یہاں بطور نمونہ کلام درج ہے۔ بہت ہی مرصع ہے

سیہ زلفت بود اژدر چہ اژدر اژدرِ موسیٰ
لبِ لعل ترا معجز چہ معجز معجزِ عیسیٰ

رخت از رحمت است آیت چہ آیت آیتِ مصحف
چہ مصحف مصحفِ صنعت چہ صنعت صنعتِ مولیٰ

زہے چشم و خہے غمزہ چہ غمزہ غمزۂ فتنہ
چہ فتنہ فتنۂ مردم چہ مردم مردمِ دانا

خرامان قدِ تو دو صد چہ دو صد دو صد طوبیٰ
چہ طوبیٰ طوبیٔ جنت چہ جنت جنت الماویٰ

توئی ساقی بدہ ساغر چہ ساغر ساغر قرقف
چہ قرقف قرقفِ مستی چہ مستی مستی البقا

توئی حق را اتم مظہر چہ مظہر مظہرِ رحمت
چہ رحمت رحمتِ ہستی چہ ہستی ہستی اشیاء

نبی بودی نہ بود آدم چہ آدم آدمِ خاکی
چہ خاکی خاکی عالم چہ عالم عالمِ اسما

تو ہستی از ہمہ اوّل چہ اوّل اوّلِ آخر
چہ آخر آخرِ باطن چہ باطن باطنِ پیدا

زہے قرآں ترا حجت چہ حجت حجتِ دعوے
چہ دعویٰ دعوئے قضیہ چہ قضیۂ قضیۂ اسریٰ

دُرودش بر تو باد افضل چہ افضل افضلِ اکمل
چہ اکمل اکملِ اعظم چہ اعظم اعظمِ اعلیٰ

کمالی طالبِ مطلب چہ مطلب مطلبِ رویت
چہ رویت رویتِ طلعت چہ طلعت طلعتِ زیبا

معارف اور حقایق کے مضامین میں بطرز سوال وجواب "حسن السوال حسن الجواب" لایق استفاضہ کتاب ہے۔ اردو زبان میں منظوم ہے جس کی اشاعت بھی ادارہ النور کے زیر غور ہے

حضرت کا مسلک توحید وجودی تھا۔ وحدۃ الوجود اور عینیت وغیریت کے نازک مسائل میں حضرت کو حددرجہ انہماک رہتا جو ہمیشہ آپ کی تقریر وتحریر کا جزو لاینفک تھا۔ ذیل کے چند اشعار ہمارے اس دعوے پر شاہد ہیں ؎

صوفیہ کا یاد رکھ قاعدۂ کُلّیہ
خلق نہ ہوجائے حق عبد نہ ہوجائے رب
گرتو حقیقی دوئی عالم و حق میں ثبوت
ورنہ حقایق کے بیچ لاف نہ کر موند لب

وحدت مطلق میں لیک جان سمجھ بوجھ دیکھ
عالم واللہ ہے سب سو وہی، وہ سو سب

معرفت کی ہوا میں اڑنے کو
عینیت غیریت دو پر ہوتا

عینیت میں مست ہوں اور غیریت میں ہوشیار
دم بہ دم یہہ بے خودی وہ ہوشیاری بس مجھے

بے عینیت عقائد شرک خفی ہے لیکن
بے غیریت حقائق کفر صریح دیا دہ

ہے وحدۃ الوجود کے ہر چند اعتبار
خالق جدا حدہ نہ خلائق علیحدہ

خدا موجود تھا اول نہ تھا غیر
وہ غیر اب بھی عدم ہے گر تو سمجھے

عبد رب ہے سو کچھ عجب ہے رے
ایک سب ہے سو کچھ عجب ہے رے
نیں عجب غیر ہم احد احمد
رب عرب ہے سو کچھ عجب ہے رے

یک اوّل و یک آخر یک باطن و یک ظاہر
گر تو یہ کمالی تو دو چار کی مستی ہے
کہنہ غیریت میں دیکھو کس طرح
آملی ہے طرفہ عینیت لو می

یک جاننا حقیقت اللہ و عبد کو
الحاد و کفر و زندقہ زردشت جو دہے
ذات و صفات میں ہے خدا خلق سے جدا
ان کی کرے عقیدہ جامی مصدقی

اشیا کی عین میں ہے خدائی ذو انتہا
نزدیک شیخ اکبر صوفی متقی

حضرت شیخ اکبرؒ اور دیگر صوفیائے متقدمین سے بھی آپ کو عقیدت

تھی۔ جیسا کہ اوپر کے دو شعروں سے ظاہر ہے۔ چونکہ طریقت میں قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور دوسرے سلاسل کی کڑیاں بھی آپ سے آملی ہیں۔ اسی لئے آپ کو ہر سلسلہ کے اشغال و سلوک اور اس کی جملہ اصطلاحات پر علماً عملاً عبور تھا۔ مزاج میں استغنا و توکل کے جوہر نمایاں تھے۔ باوجودیکہ شاہوں کے شاہ تھے مگر ظاہر بھی فقیرانہ و درویشانہ بانکپن کی تصویر تھا کہ جس کے گوشۂ ابرو ادر نیم وا نگاہوں کے سامنے شاہانہ عز و جلال بھی خمیدہ اور نیچی نگاہ کئے ہوئے تھا۔ سکر و صحو اور جذب و سلوک کی کیفیت آپ پر یکساں طاری رہتی اور آپ کو جہاں استغراق یہ یافت رہتا وہیں اشتیاق بہ شہود بھی آپ کا رنگ طبیعت تھا۔ آخر اسی وجد و سرورِ خودی اور کیفِ بے خودی کے عالم میں آپ وہاں پہونچ گئے۔ جسے حضرت مولانا رومؒ نے "نہایاتِ وصال" کہا ہے ؎

من شدم عریاں ز تن او از خیال
می خرامم تا نہایاتِ وصال

سن ۱۱ صفر بارہ سو چبیس ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔ گرملکنڈہ ضلع چتور آندھرا میں جہاں آپ کے جدِ امجد کا مزار ہے وہیں پائیں میں اب آپ کا جسدِ خاکی بھی استراحت فرما ہے ؎

اے صبا اے پیکِ دور افتادگاں
اشکِ ما بر خاکِ پاکِ او رساں

"ماخذ از خرمنِ کمال"

بیان اپنا

مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت صحوی شاہ اعلی اللہ مقامہ کی اتباع میں ان کی دیرینہ خواہش کو (بصورت کتاب ہذا) پوری کی ہے

یہ صدقہ ہے رسول پاک کا یا انکی عنایت ہے
ہجوم برق میں بھی آشیاں میرا سلامت ہے

حضرت شاہ کمال قدس اللہ سرہ کی روح پر فتوح کو خداوند کلیم اپنی طرف سے ہماری جانب سے بہترین جزاء عطا کرے۔ یقیناً ان کی تعلیمات کے صدقے میں آج ان ہی کی زبانی یہ مقام مجھ کو حاصل ہو ہی گیا ہے کہ

بار در بارگاہ ہے ہم کو — قرب تا تخت شاہ ہے ہم کو
میں ہے موقوف وعدۂ فردا — آج حمید الٰہ ہے ہم کو

"بیت النور"
چنچل گوڑہ حیدرآباد
۵/ جنوری ۱۹۹۱ء

فقط
الفقیر الی اللہ
غوثوی شاہ

صفحۂ تبرک

جس طرح "مخزن العرفان" اور "خرمنِ کمال" کے آغاز میں حضرت شاہ کمال رح کے بڑے بھائی جو آپ کے پیر و مرشد بھی ہیں۔ کا کلام بطور تبرک پیش کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی کچھ اشعار تبرکاً پیش کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ روح حضرت شاہ کمال رح اپنے شیخ رح کے کلام کے اندراج سے اس کوشش کو قبولیت کا شرف بخشے۔ (ادارہ)

مسائل اصطلاحی

ذات کو شئے کے تئیں ہے انقلاب ... اور صفت کو انفکاک و انسلاب
چونکہ آب آتش نہ ہووئے عکس تیز ... سلب نہ ہووے عرق آتش غرق آب
نہ ہووئے صرفِ عدم محض وجود ... حال بیداری نہ ہووے حالِ خواب
نہ مبدل ذات نا متغیر صفات ... یہ عقائدِ سنت ورا ہِ صواب
کیا فنا اور کیا بقا موت و حیات ... یاد غفلت انکشاف احتجاب
عینیت اور غیریت وصل و فراق ... ذوق وجدان و نقش ریب ولقاب
نفی اور اثبات اور قرب و حضور ... بیخودی و باخودی کشف و حجاب
یہ مسائلِ اصطلاحی ہیں سمجھ ... یک بہ یک واللہ اعلم بالصواب

کر تلاوت رات دن اپنا وجود
پا تدبر تمیز در ہر فصل و باب

ماخذ از:۔ شمع میری اولیاء رح

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِمَنْ کَانَ مخفیًا عند فی غیب ھُویتہٖ و
حضرت احدیتہٖ المسمّٰی بوجود عدم العدم وصار عالما بذاتہٖ
اجمالًا ۔ الخ

جز سایۂ مہر تو جہاں چیست | جز پرتو ذات این و آں چیست
تیرے سوا آفتاب کے سایہ کے سوا یہہ جہاں کیا ہے | تیرے نور کے پرتو کے سوا یہہ اور وہ کیا ہے
جز عکس جمال تو نمایاں | زائینۂ حسن دلبراں چیست
تیرے جمال کے عکس کے سوا جو دکھائی دیتا ہے | حسن دلبراں کے آئینہ سے اور کیا ہے
جز صورت تو بگوئے معنی | دل را ببرد کشاں کشاں چیست
تیرے صورت کے سوا کوئی معنوی میں دل کو | کھینچ کھینچ کر لیجا رہا ہے اور کیا ہے
در پردہ چرا نمائی ام روئے | بے پردہ شدہ ز من نہاں چیست
پردہ میں کس لئے دکھا رہا ہے اپنی صورت ہم کو | بے پردہ ہو تا ہے ہم سے پھر نہاں کیا ہے

گوئی کہ مراد تو ز دیدن — خود برا لباس دیگراں چیست

گویا تیرا مقصد دیکھنے سے ہے — اپنے کو دوسروں کے لباس میں دکھانا کیا ہے

ذات بہ صفاتِ خویش موجود — ذاتِ دیگر و صفات آں چیست

تیری ذات اپنے صفات سے موجود ہے — دوسرے کی ذات اور اس کی صفات کیا ہے

خود ہستی و بودی و باشی — غیر تو قدیم جاوداں چیست

خود ہے اور تھا اور رہے — تیرے سوا قدیم ہمیشہ رہنے والا کیا ہے

جز تو کہ مقید و کہ مطلق — اول آخر نہاں عیاں چیست

سوا تیرے کیا مقید اور کون مطلق — اول۔ آخر۔ باطن۔ ظاہر کیا ہے

موجود کہ بے محبتِ تو — بے قربِ تو کون و کن فکاں چیست

تیری محبت کے بغیر موجود کون ہے — تیرے قرب کے بغیر یہ عالم کون و مکان کیا ہے

ایں نیستیٔ حقیقی ما — جز آئینہ وجود تاں چیست

ہماری یہہ حقیقی نیستی — آپ کے وجود کے آئینہ کے سوا کیا ہے

اسماء و صفات را ظلالت — اسماء و صفات ہمگاں چیست

اسماء و صفات کے لئے جو تیرے سائے ہیں — تمام کے اسماء و صفات (بجز اس کے) کیا ہیں

تنزیہہ وجود را مرائیست — ایں عالم و عقل و نفس و جاں چیست

وجود کی تنزیہہ کے لئے آئینے ہیں — یہ عالم اور عقل اور نفس و جان (غیر اس کے) کیا ہیں

زجان و صفات را مجالیست — ایں مرتبہ دل و جاں چیست

صفات کے اجمال کے لئے یہہ تجلی گاہ ہیں — یہہ مراتب دل اور جان کے اور کیا ہیں

تفصیل صفات را مظاہر — ایں جملہ زمین آسماں چیست

صفات کی تفصیل کیلئے یہ سب مظاہر ہیں — یہ زمین و آسمان جملہ (بجز اسکے) اور کیا ہیں

بیگانہ کہ ند با تو اعیان
اگر عیاں تیرے بیگانہ ہیں (غیر)
تو یگانہ اند بالکل
اور اگر تیرے یگانہ (میں) بالکل یگانہ ہیں
ایں سو اشتراک وزاں سو اتحاد
اسطرف اشتراک اور اسکی جانب سے اتحاد
در معرفت کہ ست مُرادت
تیری معرفت میں جو حاصل مراد ہے
از ہستی تو کمال حاصل
تیری ہستی سے کمال حاصل ہے

ذات وصفت اسم فعل شان چیست
یہ ذات وصفات فعل و اسم اونکے کیا
بعثت رسل و پیغمبران چیست
رسول اور پیغمبروں کی بعثت (وجہ) کیا
توحید بجز رہ عیاں چیست
توحید درمیانی راستے کے سوا کیا
بالاتر ازیں دیگر بیاں چیست
اس سے بڑھکر دوسرا بیان کیا
دانی بہ یقین کہ جز گماں چیست
جانے تو یقین کے ساتھ بغیر گمان کے اس کیا

فی المناجات حضرت قاضی الحاجات
مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں

دُوئی رہا کُن اے دوست
دوئی کے قید سے رہا کر مجھے اے دوست (اے اللہ تعالیٰ)
بہ صحت وحدت مُقیّد
وحدت مقید کے صحیح طریقہ سے
از وحدت مُطلقہ بدل کُن
وحدت مطلقہ سے بدل دے

یک او ج یکی رسانم اے دوست
یکتائی یعنی توحید کی عبدی پر پہونچادے مجھکو
از شرک خفی بجانم اے دوست
شرک خفی سے جو میری جان میں ہے اے دوست
با علم و یقین گمانم اے دوست
علم و یقین کے ساتھ میرے گمان کو اے دوست

در ذات وصفات واسم وفعلت — چیزے نہ شریک مانم اے دوست
تیری ذات وصفات اسم وفعل میں — کوئی چیز میری شریک نہ رہے اے دوست

تو ہستی محض و محض ہستی — کانجا نہ رسد بیانم اے دوست
تو ہستی محض اور محض یعنی خالص ہستی — اس مقام پہ نہ پہونچے میرا بیان اے دوست

بل کنز عدم ثنائیت — گویم زموحدانم اے دوست
بلکہ عدم کا عدم جس کی تعریف ہے — ہوں میں موحدوں سے (حاصل کرکے) اے دوست

جائے کہ نیافتی تو خود را — حاشا کہ منت بدانم اے دوست
ایسی جگہ تو نہیں پایا تو اپنے آپ کو — تیری پناہ کہ میں تجھکو جانوں (نہ جانوں) اے دوست

وآن یافتہ کہ یافتی — کئی یافتنش توانم اے دوست
وہ پایا تو جو پایا تیرے لئے سزاوار ہے — کب آپکو میں پاسکوں اے دوست

پس آنچہ توئی تراست لائق — دانستن خود کہ آنم اے دوست
پس جو کچھ تو ہے وہ تیرے لئے ہی لائق ہے — اپنے کو آپ جان لیں کہ میں وہ ہوں اے دوست

ذات بہ ہما صفات خود را — دانست کہ من چنانم اے دوست
تیری ذات تمام صفات کے ساتھ اپنے آپ کو — جان لیا کہ میں ایسی ذات ہوں اے دوست

درضمن شناخت خودم نیز — دریافت کہ من فلانم اے دوست
تیری شناخت کے تحت مجھکو بھی — معلوم کرلیا کہ میں فلاں ہوں اے دوست

در صورت عین من نمودی — خود را کردی عیانم اے دوست
میری صورت عین سے دکھایا تونے — اپنے آپکو عیاں کیا مجھکو اے دوست

قطع نظر از معیت تو — در کنج عدم نہانم اے دوست
تیری معیت سے قطع نظر — عدم کے پردہ میں چھپا ہوں اے دوست

مطلق نہ بود چون بے مقید — من زان توام و تو زانم اے دوست

بغیر مقید کے مطلق نہ ہوئے — میں تیرے طور اندر ندیم ہوں اور تو میرے طور اندر ہے اے دوست

بے جعل بغیب در شہادت — از عالم کن فکانم اے دوست

بغیر بناوٹ کے عالم غیب و شہادت میں — عالم موجودات سے ہوں میں اے دوست

بالذات توئی نشانی اما — ظاہر شدی از نشانم اے دوست

بالذات تو بے نشان ہے لیکن — ظاہر ہوا ہے میرے نشان سے اے دوست

دانستن تو بہ من عجب نسبت — ہر چند بہ تو نمانم اے دوست

تو میرے مشابہ ہونا کوئی عجب نہیں ہے — اگرچہ کہ میں تجھ جیسا نہیں ہوں اے دوست

بالذات اگرچہ بجز وجودم — قائم بوجود تانم اے دوست

اگرچہ بالذات بجز وجود کے ہوں — آپکے وجود سے قائم ہوں میں اے دوست

مستم جو بحد ذات خود نسبت — خود را ز چہ ہست خوانم اے دوست

جبکہ اپنی ذات کی حد سے نسبت ہوں — اپنے آپکو کس بناء پر ہست کہوں میں اے دوست

قدس ما قدم و وجوب صفت — امکان و حدوث شانم اے دوست

قدس قدم اور واجب تیرا وصف ہے — ممکن اور حادث میری شان ہے اے دوست

پیوستہ بہ نفس خویش فانی — باقی بہ تو جاودانم اے دوست

ہمیشہ اپنی ذات سے فانی — تجھ سے یعنی تیری ذات سے باقی جاودان ہوں اے دوست

شہ میر مذکر شد ز عشاق — وز فکر ز عارفانم اے دوست

شہ میر ذکر و شغل سے عاشق بنا — فکر سے میں عارفوں سے ہوں اے دوست

رمزے ز کمال صحبت تو — گفتم چو شدی زبانم اے دوست

تیری صفت کے کمال سے رمز کو — [illegible] نے جبکہ تو نے میری زبان بنا اے دوست

نعت

فی النعت والصلوٰۃ علی سید کائنات

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور درود میں

اما بعد

حمد المظفر الاجل الاکبر الاعظم تصلی و
علی المظہر الاکمل الاتم والمخلوق المطلق
الاکرم الذی ہو اول ما جاء من الحلو الی
الحسین وافضل من لہ الفضل فی الکونین
من بنی آدم مت اعلام نورہٖ الدنظہر الد نورو
اسماء ذاتہ الاقدس الاطہر العقل الدول
والقلم الاعلی والروح الدعظم احمد ن المجتبیٰ
محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہٖ
وازواجہٖ واولادہٖ وَاہلِ بیتہٖ وَبارک
سلم و مجد دشرف وکرم

اے اول علم و آخر عین

اے (یعنی رسول اللہؐ) اول علم اور آخر عین ہے

قدر تو فکان قاب قوسین

تیری قدر و منزلت فکان قاب قوسین

در شانِ تو گفت حق تعالیٰ | لولاکَ لِمَا خلقت کونین

آپکی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے | اگر تم نہوتے تو ہم نہیں پیدا کرتے دونوں عالم کو

حقا کہ جمالِ حق نمودش | آنگہ بر رخت کشود عینین

تحقیق کہ حق تعالیٰ اپنا جمال دکھلایا | اس وقت آپکے رخ پر کھولدیا دونوں آنکھ کو

با آنکہ شداست امر حائل | ہستی تو ہست عین طرفین

بہ سبب اس کے امر درمیان حائل ہواہے | آپ کی ہستی ہے عین دو طرفہ

باللہ کہ ترا بذات پاکش | فرقے نبود مگر بو صفین

قسم اللہ کی کہ تجھکو اس کی پاک ذات سے | کوئی فرق نہ ہوئے مگر صفاتی طور پہ

جز صورتے معنے تو نبود | برزخ کہ بود میانِ بحرین

تیری معنوی صورت کے سوا کچھ نہ ہوئے | اک برزخ ہے جو دو دریا کے درمیان

حق شاہد تو تو شاہد حق | بے شائبہ حجاب ما بین

حق تیرا شاہد اور تو حق کا شاہد ہے | دونوں کے درمیان حجاب کی شبہہ کے بغیر

جائے کہ توئی و حق در آنجا | لا کیف و لا مستی و لا این

جس جگہ تو ہے اور حق اسی جگہ ہے | بے چون وچرا بغیر طلب دریافت و بغیر وقت و مکے

گیسوئے تو کفر و روی تو | ذاتِ تو مقام جمع ضدین

تیرے گیسو کفر اور تیرا چہرہ دین ہے | تیری ذات دونوں کے ضد کا مقام ہے

فرماں بہ کلیم شد کہ فاخلع | سودی تو بفرق عرش نعلین

کلیم اللہ کو حکم ہوا کہ نعلین اتار دو (ادہ طور پہ) | گھسا تو نے سر عرش پہ نعلین کو

بر آلِ تو بر صحاب تو باد | صلوٰۃ خدا ... ام ثقلین

آپکی آل اور اصحاب پر آپ کے ہو حاشیہ | صلوٰۃ خدائی ... ثقلین ... جن و انس

هستم به تو نیستم من از خویش
اے عین تو دین و عین من شین

میں آپ سے ہست اور اپنے سے نیست ہوں
آپکی آنکھ (نظر) زینت بخش اور میری آنکھ

شہہ شہر و علی کلید بابش
تو بلدہ علم و ملکہ علمین

شہہ شہر و علی اس در کی کو نجی ہیں
تو علم کا شہر ملکہ دونوں علموں (ظاہر و باطن)

با حمد خدائے ضمن مدحت
بر گردنِ اہل دین بود دین

حمد خدا کے ساتھ آپکی مدح شامل ہے
اہلِ دین کی گردن پر یہ مثلِ قرض کے

احمد احد اے کمال بالذات
واحد بود نیا شد

اے کمال احمد
احد بالذات ایک ہی میں دو نہ ہوئے

اے نبی کہ ز بعد تو کسے نیست نبی
بہ تعین تو عربی بہ حقیقت تو ربی

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہے
خصوصیت میں تم عربی اور حقیقت میں تم ربی

تو نبی بودہ آندم کہ عدم بود آدم
باز نسلی ز بنی آدمی و بو العجمی

تم نبی تھے اس وقت جبکہ آدم عدم میں تھے
پھر نسل میں بنی آدم سے اور عجیب راز ہو

نام نامیٔ تو احمد لقب سامیٔ تو
ابطحی قرشی و مکی مدنی و عربی

آپکا نام نامی احمد اور لقب بلند آپ کا
ابطحی قرشی مدنی اور عربی ہیں

ہست در قطرہ از بادۂ عشقت اثرے
کہ نیابد بدو صد جام شراب عنبی

آپکے عشق کی شراب کے ہر قطرہ میں وہ اثر ہے
جو شراب عنب کے دو سو پیالوں میں بھی نہیں

سبق شوق تو در مکتب گیتی خوانند
از پے صفحہ دلہا چہ جوان و چہ صبی

تیرے شوق والفت کا سبق عالم کے مدرسہ میں
پڑھتے ہیں قلوب کے صفحہ سے کیا جوان اور کیا بچہ

شربت آشامیٔ دیدار تو کام دلم است
جرعہ بخش کہ بگذشت ز حد تشنہ لبی

میرے دل کا مقصد آپکے دیدار کی شربت خواری ہے
ایک جرعہ بخشدو میری تشنہ لبی کی حد ہو گئی

دارد امید یقین از تو کمالِ عاصی   کہ بدرگاہ حق آمرزش جرمش طلبی
یہہ کمال عاصی آپسے قوی امید رکھتا ہے   یہہ کہ درگاہ حق تعالیٰ سے آپکے گناہوں کی بخشش ہو

منقبت

فی منقبت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

در شان سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

آئینہ دارِ حسن وجمالِ نبی علی   مجمعِ صفاتِ کمالِ نبی علی
نبی کے حسن وجمال کے آئینہ دار علی ہیں   حضرت نبی کے صفات کمال کے مجموعہ علی ہیں

ہم رفیق ہمسفر وہم آئین وہمنشیں   ہم جسم وجان وحال ومقال نبی علی
رفیق دار ومصاحب ہم خیال وہم صحبت ہیں   نیز احوال اور اقوال میں نبی کے جسم وجان علی ہیں

از جنس ولایت آمد وخاتم خلافتش   مسند نشین جاہ وجلال نبی علی
ولایت تاج اور مہر خلافت کی انکو عطا ہو   نبی کے جاہ وجلال کے مسند نشین علی

شد واقف حقیقت لاہو ولا انا   ہمچوں نمک بہ بحر زلال نبی علی
لاہو اور لا انا کی حقیقت سے واقف ہوئے   نبی کے بحر زلال میں نمک کے مانند علی ہیں

گشتہ از فنائے ہستی خویش بقا بوے   در ذات وصف وفعل مثال نبی علی
اپنی ہستی سے فنا اور ان کی ہستی سے بقا ہوئے   ذات وصفات وفعل میں مثل نبی کے علی ہیں

پرواز کرد تا زدنِ چشم در رسید   بر آستانِ قرب بہ بال نبی علی
ایسی پرواز کئے کہ پلک جھپکتے تک پہنچ گئے   قرب کے آستانے تک نبی کے بازوں سے علی

در منزلت بمنزل ہارون شد از کلیم   از راہ اتباع کمال نبی علی
مرتبہ میں جیسے کہ ہارون ہیں کلیم اللہ کے ساتھ ہو   نبی کے اتباع کمال کے طریقے علی ہیں

حاشا بجن وانس وملک عدیل خود — دارد بحسن خلق وخصال نبی علی

پناہ بخدا جن وانس وملائکہ ہم پلہ ہیں — ہرگز نہیں نبی کے حسن خلق وخصال جیسے علی رکھتے ہیں

آن بہر آنکہ بضعہ ولی زوجہ اش بود — شد قدوۂ صحابہ وآل نبی علی

اس لئے کہ نبی کی لخت جگر اونکی بیوی نہیں — ہوگئے پیشوا اصحاب اور آل نبی کے علی

درماندۂ راہ بیادی غم شب فراق — شمع رہ حریم وصال نبی علی

شب فراق وصحرائے غم میں پیچھے رہے ہو — کو وصال نبی کے حریم تک راستہ کا چراغ علی ہیں

خواہی اگر تمام یقین رفع کن کمال — پیدا زما سوا بہ خیال نبی علی

اے کمال اگر تو یقین کامل چاہتا ہے ہو — کہ ماسوی اللہ کے خیال تصور کو نبی علی کے دل خیال سے

فوخطر ببالك اوحسب فی خیالك توهم الرفض
علی بمنقبة علی کرم الله وجهه فارجع عنه فانّ
بعض الظّن اثم وانّا سمعناها لجهة حب
النبی النبی بنافی الحب الاعتقادی باعتبار تفضیل
الخیر فلا یناقض الفضل الکلی ومن هٰهنا مذهب
اهل السنة والجماعة ومعتقدنا فی هذا الباب
ان فضیلة الخلفاء الاربعة رضی الله عنهم بحسب
ترتیب الخلافة فانه افضل البشر الذ نیاعة التحقیق
امیر المومنین ابوبکر بن الصدیق رضی الله تعالیٰ
عنه الذی قال الله تعالیٰ فی تفضیلة ثانی اثنین
اذهما فی الغار قال فی فضله رسول الله صلی الله علیه وسلم

انا ناطق بالحق والمقابل بالصدق وما طلعت شمس ولا غربت علیٰ احد بعد النبیین افضل من ابی بکر واول من امن بی ابی ابکر واول من صدقنی ابوبکر واول من زوجنی فی الاسلام ابوبکر واول من یحشر معی یوم القسمۃ ابوبکر الیٰ آخر۔

درشان غوث اعظمؓ

فی مدح المحبوب السبحانی سید عبد القادر جیلانیؓ

مدح میں محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

مصطفیٰ گر انبیاء را داور ست
غوث الاعظم اولیاء را یاور ست

مصطفیٰؐ اگر انبیاء کے حاکم ہیں
غوث الاعظم (الطفیل انکے) اولیاء کے مددگار ہیں

گر نبی ما را شفیع محشر است
غوث اعظم نیز لوزش آور است

اگر نبی صلعم ہمارے لئے شفیع محشر ہیں
غوث الاعظم بھی (ہمارے طرفی) عذر پیش کرنے والے ہیں

گر علی ساقی حوض کوثر است
غوث الاعظم سوئے جنت رہبر است

اگر حضرت علیؓ حوض کوثر کے ساقی ہیں
غوث الاعظم جنت کی طرف رہبری کرتے ہیں

گر محمد الطف است واقدس است
غوث اعظم اطیب است واطہر ست

اگر محمد مصطفیٰؐ زیادہ ترین مہربان اور نہایت پاک طینت ہیں
غوث اعظم بھی طیب (پاک) واطہر ہیں

شد محمد رحمت اللعالمین
غوث اعظم کیست آنرا مظہر است

محمد صلیؐ رحمت اللعالمین بن گئے ہیں
غوث اعظم کون؟ اس صفت کے ظاہر کرنے والے ہیں

گر رسول اللہ عبد اللہ بود — غوث اعظم کیست عبد القادر است

اگر رسول اللہ ؐ عبد اللہ ہیں — غوث الاعظم کون عبد القادر ہیں

افسر فرق رسولاں مصطفی — غوث اعظم گوہر آں افسر است

مصطفی ؐ رسولوں کے سر تاج ہیں — غوث الاعظم اس تاج کے گوہر ہیں

گر محمد ہست محبوب خدا — غوث اعظم ہم حبیب داور است

اگر محمد مصطفے ؐ خدا کے محبوب ہیں — غوث الاعظم بھی اس داور کے حبیب ہیں

داں احد در رنگ گل احمد شکر — غوث اعظم را تو گو گل شکر است

احد کو رنگ گل احمد کو شکر جان — غوث الاعظم کو یہہ جان کہ گل شکر (گلقند) ہیں

غوث اعظم در گروہ اولیاء — چوں میان انبیاء پیغمبر است

غوث الاعظم اولیاء کے زمرہ میں — جیسے کہ انبیاء میں پیغمبر صلعم ہیں

از کمال اتباع جد خود — بر در مقام قرب ہادی ہمسر است

اپنے جد کی اتباع کے کمال سے مقام قرب میں — ان کے ساتھ ہمسر ہیں

زندہ گرداند میتش چوں مسیح — ذاتش محی الدین گفتن درخور است

ان کا مردوں کو زندہ کرنا مسیح کے مانند — ان ذات کو محی الدین کہنا سزاوار ہے

من چہ گویم خلق و خلقش ز آفتاب — اظہر است و انور است و اقمر است

میں کیا کہوں ان کے اخلاق و اطوار کو — آفتاب سے زیادہ ظاہر زیادہ منور اور زیادہ روشن ہیں

خواجہ و سلطان و درویش و فقیر — سید و شیخ و ولی اکبر است

خواجہ ہیں سلطان ہیں درویش و فقیر ہیں — سید ہیں شیخ ہیں اعلی مرتبہ ولی ہیں

بادشاہ مولی و مخدوم و غریب — از خدا او را خطاب اشہر است

بادشاہ ولی مخدوم (خدمت لینے میں) اور غریب ہیں — خدا تعالی سے انکو خطابات عطا ہوا وہ مشہور ہیں

شرح اوصافش کماہی کی تواں	کز قیاس و عقل و دانش برتر است
آنکے اوصاف کی تشریح جیسی کہ چاہیے کون کر سکے	جو قیاس و عقل و سمجھ سے اعلیٰ تر ہے
ہرچہ گویم از کراماتش فزوں	کمتر است و کمتر است و کمتر است
اگرچہ ان کی کرامات جتنی زیادہ کہوں	وہ کم ہیں تھوڑے ہیں اور کم ہی ہیں
کی شمار فضلہائش لز عدد	از بدست و اکثر است و کمتر است
ان کے فضائل کو میں تعداد میں کیسے گن سکوں	وہ بہت زیادہ ہیں اور کثیر ہیں بہت بڑھکر ہیں
در شہہائے اولیاء شد مقدمش	خاک نعلین مرا تاج سر است
اولیاء اللہ کے کاندھے انکے قدم رکھنے کی جگہ	بنے آنکے نعلین کی خاک میرا سر کا تاج ہے

خادمان آستانش را کمال

اُن آستانہ کے خادموں کا کمال غلام ہے

بندہ و عبد و غلام چاکر است

، بندہ ہے اور خدمت گار ہے
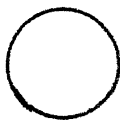
تمہید

کہا ہے خاکِ اقدام سگِ دروازہ خدام جناب ارشاد مآب وسالکانِ جشن سدرہ مقام خلق اللہ کے قبلہ اور خاص وعام کے کعبہ شیخ الاسلام مُرشِدِ کامل الامعاد اور عارف ہیں۔ جمع کرنے والے اضداد کے اوتاد کے قطب یکتائے افراد اسرار لی مع اللہ الخ کے واقف کار دسیر الی اللہ و فی اللہ کے سالکوں کے پیشوای سید السادات و منبع السعادات مجمع البرکات (برکات کا مجموعہ) معدنِ حسنات (نیکوں کی کان) مخزنِ کمالات (کمالات کا مخزن) شریعت وحقیقت کے جامع شرط وفضیلت کے مالک اور پیشوائی علم وقال کے خلاصہ اصحاب وجد وحال کے درجۂ حق الیقین کے واصل قدر ومنزلت کے مقام پر پہونچنے والے دبار بردار امانت انا عرضنا الامانتہ علی السموات والا زمین کے دکنت بنیاد آدم بین الماء والطین کی باریکیوں کی گرہ کھولنے والے خلیفۂ رب العالمین نائب سید المرسلین ولی بزرگ وبے نظیر قطب اور طلوع ہونے والے شمس اور بدر منیر کے انوار سے زیادہ ظاہر پیر دستگیر حضرت سید محمد جو مشہور شہیر نام سے نور اللہ مرقدہ (اللہ تعالیٰ ان کی مزار کو منور بنائے) اور خوشبودار رکھنے ان کے مقام مدفن

کو کمترین فقراء و مساکین فقیر حقیر سید کمال الدین ابن حضرت سید جمال الحق والملۃ والدین قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ القدس آمین ثمہ آمین ۔

اس رسالہ ہدایت مقالہ میں جو موسوم کلمات کمالیہ ہے اسمائے حضرات سلسلۂ عالیہ قادریہ علیہم التحیۃ المتوالیہ منظوم بنائے اور لکھے گئے ہیں وہ یہ ہیں ۔

الٰہی بحق نبی کریم | شفاعت گر روز امید و بیم

الٰہی بہ لطف نبی کریمؐ کے | جو کہ شفاعت کرنیوالے ہیں روز قیامت میں

الٰہی بحق علی ولی | در شہر علم خفی و جلی

الٰہی بوسیلہ علی اور ولی کے جو | دروازۂ شہر علم خفی و جلی کے ہیں

الٰہی بحق مسمّٰی حسن | مہ تابعین بود بصری وطن

الٰہی بوسیلہ نام نامی حسنؓ کے | تابعین کے ماہ اور ان کا وطن بصرہ تھا

الٰہی بحق حبیب عجم | ز فیضش عجم گشتہ چون جام جم

الٰہی حق میں حبیب عجمی کے ان کے | فیض ملک عجم جام جمشید کے جیسا بنا

الٰہی بہ داؤد طائی کہ دی | ز طومار اغیار تو کرد طی

الٰہی حق میں داود طائی کے کہ وہ تیرے | اغیار کے دفتر کو طے کر دیئے ہیں

الٰہی بہ معروف کرخی کہ او | شدہ تا ابد محو دیدار تو

الٰہی حق میں معروف کرخی کے کہ | وہ ہمیشہ تیری دیدار میں محو رہے ہیں

الٰہی بہ آن شیخ سقطی سری | کہ سرت دہد بر سرانش سرے

الٰہی اوس شیخ سری سقطی کے لئے جو تیرا | راز سروں میں پہونچائے راز داری سے

الہی بہ سالار قوم آن جنید　　بہ بغداد در دام عشق تو صید
الہی سردار قوم وہ جنید (بغدادی)　　کیلئے جو بغداد ملک میں تیرے عشق کے دام صید رہے ہیں

الہی بہ شبلی وحدت جم　　کہ بو بکر بن والف آتش علم
الہی ان شبلی کو جو وحدت میں مخمور ہیں　　جو ابوبکر بن والف سے مشہور ہیں

الہی بعبد العزیز مفیض　　ز فیضش سہیل مستفیض
الہی عبد العزیز فیض رساں کے لئے　　انکے فیض سے عین کا ستارہ فیض حاصل کرتا ہے

الہی تاں عبد واحد لقب　　کہ عبد العزیز بودہ اند شیخ واب
الہی ان عبد الواحد لقب والے کو جو　　عبد العزیز صاحب کے شیخ رہے ہیں اور والد بھی

الہی محمد ابو الفرح را　　کہ منسوب باشد بطرطوس جاہ
الہی محمد ابو الفرح کے لئے جو　　مقام طرطوس سے منسوب ہیں

الہی بہ حق علی بو الحسن　　قریشی و ھنکاری آں شہ زمن
الہی حق میں علی ابو الحسن کے قریشی　　دھنکاری ہیں وہ اس زمانے کے شاہ

الہی بہ حق شہ بوسعید　　سلیل مبارک بعرفان وحید
الہی حق میں شاہ بوسعید کے انکے　　مبارک فرزند عرفان میں یکتا ہیں

الہی یا عبد القادر ھمام　　یہہ محبوب سبحاں شمس الانام
الہی اس عبد القادر سالار قوم کے وسیلہ　　جو محبوب سبحانی اور خلق اللہ کے شمس ہیں

الہی بحق آں شیخ اہل عراق　　در تاج دیں شیخ عبد الرزاق
الہی ان شیخ عراق والے پہ جو دین کے تاج　　کے گوہر شیخ عبد الرزاق ہیں

الہی بہ سید ابی نصر پیر　　کہ بودست با محی الدین شہیر
الہی سید ابی نصر پیر پہ　　جو رہے ہیں محی الدین مشہور زمانہ کے ساتھ

الٰہی بآں دستگیر انام ۔ کہ بو صالح نصر داشت نام
الٰہی اس حق اللہ کے دستگیر پر ۔ جو ابو صالح نصر ان کا نام ہے
الٰہی بہ شیخ احمد قادری ۔ کہ در علم و وجدش رسد نادرے
الٰہی شیخ احمد قادری پر جو علم ۔ اور وجد میں وہ نادر مقام پر پہونچے ہیں
الٰہی بہ سید محمد کہ شد ۔ بہ تہذیب و اخلاق چوں جد خود
الٰہی سید محمد کے لئے جو ہوئے ہیں ۔ تہذیب اخلاق میں اپنے جد کے مانند
الٰہی بہ قطب زماں نصر دیں ۔ کہ رفعت پذیرفت از قصر دیں
الٰہی زمانہ کے قطب نصر دیں پر ۔ جو دین کے قصر سے بلندی اختیار کئے ہیں
الٰہی بہ غوث جہاں نور دیں ۔ کہ مستحکم آمد بداں نور دیں
الٰہی غوث جہاں نور دیں پر ۔ جو ظہور میں حد سنوار ہو آیا ان سے دین کا نور
الٰہی بہ سید عنایت کہ او ۔ عطا یافتہ بے نہایت ز تو
الٰہی سید عنایت پر کہ وہ ۔ عطائیں پائے ہیں بے اندازہ تجھ سے
الٰہی بآں شیخ سید شجاع ۔ ترا او جہاں را مطیع و مطاع
الٰہی اس شیخ سید شجاع پر ۔ جو تیرے مطیع اور جہاں کے مطاع ہیں
الٰہی بحاجی اسحاق فرد ۔ کہ عیناً نبی زو ملاقات کرد
الٰہی حاجی اسحاق پر جو یکتائے زمانہ ہیں ۔ ظاہری دید میں نبیؐ ان سے ملاقات کئے ہیں
الٰہی بہ راجی محمد ولی ۔ مکاشف بیار محمد علی
الٰہی راجی محمد ولی پر ۔ مکاشفات حاصل کئے ہیں محمدؐ اور علیؓ سے
الٰہی بہ حق جنید دوم ۔ کہ از خود بوجدان تو گشتہ گم
الٰہی حق میں جنید ثانی کے جو ۔ خودی تیری یافت میں گم ہو گئے ہیں

الٰہی بہ شاہ ہدایت کہ آں　　نہایت کند در بدایت عیاں

الٰہی شاہ ہدایت اللہ پر کہ وہ　　ابتدا ہی سے انتہا کو ظاہر کئے ہیں

الٰہی بہ سید کمال آنکہ داشت　　شہود و جمال تو ہر شام و چاشت

الٰہی سید کمال اللہ پر جو کہ رکھتے ہیں　　تیرے جمال کا مشاہدہ ہر شام صبح

الٰہی بہ سید جمال الٰہ　　کزو گشت ظاہر کمال الٰہ

الٰہی سید جمال اللہ پر جو کہ　　ان سے ظاہر ہوئے کمال اللہ تعالیٰ کے

الٰہی بہ ارشاد شہ پیر　　کہ در علم و عرفاں نہ بودش نظیر

الٰہی شہ پیر کے ارشاد کے طفیل　　جو کہ علم و عرفان میں انکے کوئی نظیر نہیں ہیں

الٰہی عجز و نیاز کمال　　کہ دارد بدرگاہ تو کل قال

الٰہی کامل عجز و نیاز کے ساتھ جو پیش　　کرتا ہے تیری درگاہ میں تمام حال و احوال

کہ مارا کن ایمانِ کامل عطا　　نگہدار از جنس شرک و خطا

یہ کہ ہمکو ایمان کامل عطا فرما　　شرک خطا اور اسکی جنس سے ہمکو محفوظ رکھ

مدامم بہ لطف تو پیوستہ دار　　بہ زنجیر عشق تو پابستہ دار

ہمیشہ مجھکو تیرے لطف میں لپٹا ہوا رکھ　　تیرے عشق کی زنجیر میں جکڑا ہوا رکھ

بہ درآموز علم کہ نافع بود　　دلے دہ مرا کز تو خاشع بود

سکھا مجھکو وہ علم جو نفع دینے والا ہو　　دل ایسا مجھکو جو تیرے غضب سے ڈرتا رہے

بہ طاعت بدہ استقامت مرا　　میرا ز سمعہ بری از ریا

طاعت میں تیری تابعداری کی طاقت عطا کر مجھکو　　شائے یعنی خود ستائی سے دور اور ریاکاری سے

ز وسواس شیطان امانم دہاں　　ہم از بند نفس و ہوا ایم رہاں

شیطان کے وسوسوں سے مجھکو امن عطا کر　　نفس اور ہوا کے قید و بند سے بھی مجھے رہائی عطا فرما

رزائل بہر ساز پیراستہ
روز تلقین نکالدے اور انسے مجھے قطع کلی کر

فضائل بہ بخشیں وکن آراستہ
فضیلتیں بخش اور ان سے مجھے آراستہ کر

بشرع نبی مستقیم بدار
نبیؐ کی شریعت پہ مجھے مستقیم رکھ

بکوئے ہوائش مقیم بدار
اس کے خواہشات کے کوچہ میں مجھے مقیم رکھ

چو مارا نمودی صراط سوی
جب مجھکو دکھایا تونے راستہ درست و ہموار

دگر ہیچگاہے مگردان خوی
پھر کسی وقت ٹیڑھی راہ کی طرف مت پھیر

بہ شیخ خودم اعتقاد درست
مرے شیخ سے مجھکو درست اعتقاد

عطا کن نہ گاہے توی گاہ سست
ایسا عطا فرما کہ نہ کبھی اسمیں سستی واقع ہوئے

کہ گویا فتیم آنچہ مایا فتیم
انسے پائے جو کچھ کہ ہم پائے

زما دون تو او ئے برتافتیم
تیرے ماسوی سے جو ہم منہ پھیر لئے ہیں

زبان را بذکر تو دہ تعلقہ
زبان کو تیرے ذکر کا ہی تعلقہ عطا کر

خموشم کن از مالقی لقبقہ
مجھے خاموش رکھ دو مہر لقبقہ (لعنی بکواس) سے

عطا کن صفائے زقلبی بقلب
صفائے قلبی میرے قلب کو عطا فرما ایسی

کز و جملہ خطرات گردند سلب
کہ اس سے تمام خطرات مٹ جائیں

زروحے بروحم بہ بخش آن فنا
اس روح سے میری روح کو وہ فنا بخش دے

کہ مطلق بگردد ز قید انا
جو قید انا سے (میں پنے سے) آزاد ہوئے

لبوئے فنا از صفات خودم
میری صفات کو فنا کی طرف رجوع کر

وہ آنگہ بقا از صفات خودم
اسکے بعد تو اپنی صفات سے مجھکو بقا عطا فرما

کنم در خفی عبد اللہ تما
بنادے مجھکو خفی میں عبد اللہ تما

لسان تو [illegible] بند ہ تما
تیرے جیسا [illegible] بند ہ تما

شعورت ده از بی شعوری ز غیر — بقرب حضوری و دوری ز غیرم

تیرا شعور دے جو غیر سے بے شعور ہے — تیرے قرب و حضوری میں دوری ہو غیر سے

ز باب حقائق بروم کشا — جمال دقائق بہ چشمم نما

حقائق کے دروازے مجھ پر کھولدے — دقائق کے جمال کو میری آنکھ پر کھولدے

بہ حیثیت عشق و عقل رسا — بکن رہبر خلق سویت مرا

عشق کی حیثیت اور عقل بلند سے — مخلوق کا تیری طرف رہبر مجھکو بنادے

ده از جام احمد شراب احد — بکن مست و لا لعقلم تا ابد

احمد کے پیالہ سے احد کی شراب عطا کر — مست بنادے اور بے عقل مجھکو ہمیشہ کے لئے

ببر شین شک بخش زین یقین — ز علم الیقین نور عین الیقین

شک کی برائی کو نکال اور یقین کی زینت — بخشدے علم الیقین سے عین الیقین کا نور عطا فرما

بچشمم کن آئینہ ہر ذرہ را — درو آفتاب رخ خود نما

میری نظر میں ہر ذرہ کو آئینہ بنادے — اس میں اپنے جلوے کا آفتاب دکھادے

نمائی مرا در حقیقت رہے — کہ روشن لبازد شریعت گہے

دکھا مجھکو حقیقت میں ایسا راستہ جو — روشن بنائے مقام شریعت کو

کرامت کن آن علم و قال صحیح — کہ عین است بل کشف و حال صحیح

عطا فرما وہ علم اور صحیح قال جو — کہ عین ہے بلکہ صحیح حال کا کشف ہو

کنم تا ازان سوال و طلب رحمت — کہ سابق بود بر غضب رحمت

کروں میں اس تیری رحمت سے طلب اور سوال — جو مقدم رہے تیرے غضب پر تیری رحمت

گرفتم منم اعظم المذنبین — توئی اکرم و ارحم الراحمین

میں مانتا ہوں کہ گنہگاروں میں بڑا گنہگار ہوں — تو زیادہ بخشش کرنیوالا اور سب سے بڑھکر رحم کرنیوالا

یقین جائیگر است در جان من — کہ جز تو نہ بخشد گناہان من

میری جان میں یقین قرار پایا ہے — کہ تیرے سوا کوئی نہ بخشے میرے گناہوں کو

عفو نام تست و توئی عفو دولت — از انجا امید منیم ز تو لت

عفو تیرا نام ہے اور تو عفو بخش (ہے) دوست ہے — اس بنا پر میری قوی امید تجھ ہی سے ہے

مسلمان بدار و مسلمان بمیر — مرا زین جہان در جہان دگر

مسلمان رکھ اور مسلمان سے جا — مجھ کو اس جہان سے دوسری جہان میں

بصدیق و فاروق و عثمان علی — کہ ہر مشکلم را کنی منجلی

صدیق و فاروق و عثمان و علی کے طفیل — کہ ہر ایک مشکل کو میری تو آسان کر دے

بہ حق حسن و حسین و فاطمہ — کہ مقرون بخیرم کنی خاتمہ

حسن اور حسین اور فاطمہ کے وسیلہ سے — خیر کی قربت کے ساتھ میرا خاتمہ کرے

وہ القصہ جملہ مرادات من — بر آر از کرم کل حاجات من

الحاصل عطا کر میرے مرادوں کو — بر لا اپنی بخشش سے میری تمام حاجتوں کو

بہ حق ہمہ انبیاء اولیا — بصدق ہمہ اتقیاء اصفیاء

تمام انبیاء و اولیاء کے طفیل سے تمام — متقیوں اور صوفیوں کے صدق عمل سے

خصوصاً بہ حق رسول انام — علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

خاص طور رسول انام کے وسیلہ سے ان پر — درود ہو جائے اور ان پر سلام ہو جائے

خدائے اکرم الاکرمین و ارحم الراحمین کے

نام سے کلمات کا آغاز

شرع مبین کے جملہ ظاہری نعمتوں کے فوائد دین متین کے باطنی نعمتوں کے مواد سے ارباب ارشاد و تلقین کی زبانوں سے سُنے گئے اور اخذ کئے گئے۔ باہر لائے اور نکالے گئے اصحاب تحقیق و تمکین کے مکاشفات و مشاہدات سے جو کہ کامل اکابرین۔ اہل یقین اور اس اُمت مغفرت قرین اولیاء کے خاندین اس کمترین بندہ رب العالمین (فقیر حقیر کمال الدین ابن حضرت سید جمال الدین کان اللہ له آمین ثمہ آمین بحرمت سید المرسلین وخاتم النبیین محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

کلمہ اوّل

معنئے ایمان

سوال :۔ اگر کوئی بگو ایمان چہ چیز ست ؟ جوابش بشنو از عقل و تمیز است ۔

ترجمہ:۔ اگر تو پوچھتا ہے کہ ایمان کیا چیز ہے۔ اگر عقل و تمیز رکھتا ہے تو اس کا جواب سن لے اصحاب تحقیق و نکتہ داں بزرگوار طریق کے پاس ایمان وہ اسم ہے جو خصوصاً صدق و حق و سچائی ہے اور کفر و ناکارہ جھوٹ و نادرست ہے اور حدیث سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحبہ وسلم۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ اسلام حق کو کہتے ہیں۔ اور کفر جھوٹ و باطل (ناکارہ) ہے اسی مدعا پر گواہ ہے عدالت پذیر اور ایمان و اسلام اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مسائل سے بھی ایک ہے اس کا انکار ارتداد اور کفر ضلالت کا مستلزم ہے۔

معنیٔ حق و ہست

سوال:۔ اگر تو پوچھے کہ حق و راست اور باطل و نادرست کے کیا معنی رکھتے ہیں؟

جواب۔ جان لو کہ ہست کو ہست اور نیست کو نیست کہنا اور جاننا حق اور درست ہے اور نیست کو ہست اور ہست کو نیست سمجھنا ناقص اور جھوٹ ہے جیسا کہ اگر ایک تونگر صاحب کہے کہ میں مفلس و ناچار ہوں۔ اور نقد اور جنس سے کچھ اپنے پاس رکھتا نہیں ہوں۔ یا۔ کوئی محتاج اور مسکین ازفقر تنگی کہے کہ میرے پاس اس قدر چاندی سونا موجود ہے۔ اسی کو ہست

کو تلبیت اور تلبیت کو ہست کہا جائے یہی عین کذب اور
جھوٹ ہووے۔ اور اگر ہر شخص اپنے حسب حال اقرار کرے ہست
کو ہست اور تلبیت کو تلبیت کہا جائے وہ اصل اور درست
ہووے۔

سوال:۔ اگر پوچھے کہ تلبیت کیا ہے؟ اور ہست کیا؟

جواب۔ جان لو کہ ہست حقیقت واقعی ذات واجب تعالیٰ
ہے جو بذات خود موجود ہے۔ بلکہ اس کی ذات خود وجود ہے

ذات تو وجود سازج وہستی محبت   سوی اللہ و اللہ ما فی الوجود
تیری ذات فقط وجود سادہ اور محض ہستی ہے   سوائے اللہ کے اور قسم اللہ کی کوئی موجود نہیں ہے

وجود ندارد کسے جز خدائی
سوخز او نسبت دوسرائے وجود
کوئی سوائے خدا کے وجود نہیں رکھتا ہے
جو سوائے اس کے کائنات میں کوئی وجود نہیں ہے

بحقیقت دگر کسے موجود   نیست در اصل و حقیقت عین ممکن است
حقیقت میں دوسرا کوئی موجود نہیں ہے   اصل اور حقیقت میں عین ممکن ہے

کہ فی حد ذاتہ نابود و ما شمت رائحۃ الوجود است
جو اپنی ذات کی حد میں نابود اور وجود کی بو نہ سونگھی ہے

ذات ہمہ جز وجود قائم بوجود
تمام ذاتیں بغیر وجود کے ذات باری سے قائم ہیں

جیسا کہ فرمایا مولوی جامی قدس سرہ السامی کتاب سلسلۃ الذہب میں ۔

اہل شہود و اہل کشف کے نزدیک عین ممکن اپنی ذات کی حیثیت سے موجود نہیں ہے اور پھر قدس سرہ ۔

تو محدومی خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تا کئے

تو محدوم ہے تیرے لئے ہستی کا خیال فاسد ہے یہہ خیال فاسد کب تک ؟

آخر الامر اس باب کا مقصد یہہ ہے کہ خلق کو نیست اور بالذات محدوم جاننا اور حق تعالیٰ کو ہست اور موجود حقیقی سمجھنا ۔ صحیح و درست و درست ہے یہی ہے اصل دین و ایمان اور عرفان و ایقان و اسلام کے معتقدین کی جس نے اس کی اتباع کی ہدایت پائی ۔

سانچ برابر تپ نہیں ۔ اور جھوٹ برابر پاپ

جاکے ہردے سانچ ہے واکی ہردے آپ غزل

وہ جس کی ابتداء نیستی وہ عدم ہے پس ایسا ہی ہلاک و فنا اُس کی انتہا ہے ۔ جو نابود اور نیست و عدم اور لا وجود ہو اس کی ثبات و بقا کا گمان باطل ہووئے

گوہرے کہ در میان دو دم ہست ہمدم است

جو ذات ظاہر کہ دو دم کے درمیان ہے وہ ہمدم (رفیق) ہے

قائل نہ شد کسے بز کا و صفائے آں

کیا اُس کی پاکی و صفائی کا کوئی قائل نہ ہووئے ؟

پس ہست و بود باشد ذات وصفات حق
پس ہے اور تھا اور رہے حق تعالیٰ کی ذات وصفات
کس نیست و نبود و نباشد سوائے آں
کوئی نہیں ہے اور نہیں تھا اور نہ رہے اس کے سوائے
تو نیستی و در تو نماید ہر آنچہ ہست
تو نیست ہے اور تیرے میں جو کچھ کہ نمودار ہے
عکس وجود حق بود و صفہائے آں
حق تعالیٰ کے وجود کا حق ہووے اور اس کے صفات
جو شخص کہ لباس مستعار لے کر پہنے وہ اپنی ملکیت ہونے کا

دعویٰ کرے باطل ہووے۔
کن جمع علم صوفی و حق ایک سالکا
علم صوفی اور علم حق کو جمع کرلیکن اے سالک
سعی ظہور این بنمائی خفائے آں
اس کے ظہور کی کوشش کر اور اسکے خفا (یعنے چھپانے کی
علم صوفی کے ظہور اور علم حق کے چھپانے کی کوشش کرے علم صوفی سے
مراد علم عرفان اور علم حق سے علم ظاہر۔
بتقطیل نباید اور بہ آن رد ا
اس کے حاصل کرنے میں تقطیل (کوتاہی) کو روا مت رکھ

علمی کہ آفرید شدی از برائے آں
یہ وہ علم ہے کہ تو اسی کے لیئے پیدا ہوا ہے
عہدے کہ اے کمال بہ شہمیر بستہ
اے کمال تو جو شہمیر سے عہد باندھا ہے (وقت بیعت)
پیوستہ درحب آمدہ برتو وفائے آں
ہمیشہ تیرے لئے اس کو وفا کرنا واجب ہے

آئینۂ وجود

شنو زیں سخن راست تر ہیچ نیست
سن اس بات سے زیادہ راست کوئی نہیں ہے
کہ ہست است حق و دگر ہیچ نیست
کہ ہستی حق ہے اور دوسرا کوئی نہیں ہے
تو گوئی پس ایں کثرت کون چیست
تو پوچھے پس یہ کثرت کون و مکاں کیا ہے
بجز ذات واحد دگر ہیچ نیست
ذات واحد تعالی کے سوائے دوسرا کوئی نہیں ہے
یقیں داں کہ جز وہم ہستی تو
یقیں جان کہ تیری ہستی کے وہم کے علاوہ
دریں جا گناہے بتر ہیچ نیست
یہاں اس سے بدتر گناہ کوئی نہیں ہے

درآئینہ ہا بیں کہ چندیں عکوس
آئینوں میں دیکھ جتنے کہ عکوس ہیں
بجز شاہد جلوہ گری ہیچ نیست
شاہد کے سوا جلوہ گر کوئی نہیں ہے
چو مظہر حق است و مظاہر جہان
جب مظہر حق ہے اور مظاہر تمام جہاں
میان شان دوئی معتبر ہیچ نیست
ان کے درمیاں دوئی کا اعتبار کچھ نہیں ہے
شد آنکہ کہ حادث قرین قدیم
ہوا جبکہ حادث قریب قدیم کے تو
تو دانیش باقی اثر ہیچ نیست
جان لے اس کا اثر باقی کچھ نہیں ہے
بہ تنزیہ تنہا اگر قائلی
اگر تو نری تنزیہ کا قائل ہے
نصیبت ز سمع و بصر ہیچ نیست
تیرے لئے سمع و بصر سے کچھ حاصل نہیں ہے
بہ تشبیہ سادہ اگر مائلی
اگر تو سادہ تشبیہ ہی مائل ہے
حصولت ز عقل و نظر ہیچ نیست
عقل و نظر سے مجھکو کچھ حاصل نہیں ہے

نہ سازی چو ما بین ضدین جمع
دو ضدوں کے درمیاں جب تو جمع نہ کرے
ز توحید حقت خبر ہیچ نیست
حق تعالیٰ کی توحید سے تجھ کو خبر کچھ نہیں ہے
نہ اندر شریعت بہ تقلید پائے
شریعت میں تو تقلید سے قدم رکھ
کہ اندر دریں رہ خطر ہیچ نیست
کہ اس راستہ میں خطرہ کوئی نہیں
کلام حقیقت بہ تقلید ہاں
خبردار حقیقت کے کلام کو تقلید سے
مگوئیں شجر را ثمر ہیچ نیست
مت کہہ کیونکہ اس درخت کو ثمر کچھ نہیں
برس تا حقیقت گذر از مجاز
مجاز سے گزر کر حقیقت تک پہنچ جا
کہ وقف تو در رہ گذر ہیچ نیست
اس سفر میں تیرے لئے مقام توقف کچھ نہیں
چو ایمان مطلق ترا سود داد
جب ایمان مطلق تجھ کو حاصل ہوا
ز کفر مقید ضرر ہیچ نیست
کفر مقید سے تجھ کو کچھ بھی ضرر نہیں ہے

ھوای دلت گر بود حق رسی
اگر تیرے دل کی خواہش حق رسی کی ہے
ز شمشیر بہ راہبر ہیچ نیست
شمشیر سے بہتر راہبر کوئی نہیں ہے
چو آئی بہ بینی و دانی کمال
اسے کمال جب آوے تو دیکھے اور جانے
حلاوت بنام شکر ہیچ نیست
صرف شکر کا نام لینے سے لذت کچھ نہیں

کفرِ حق و کفرِ باطل

جانئے کہ اہلِ شریعت ظاہرہ (جو کہ لا معبود اِلّا اللہ اور ہمہ از اوست لا اِلٰہ اِلّا ھو کے قائل ہیں) کہتے ہیں کہ عبد و رب میں ہر طرح سے جدائی اور باہم غیر ہیں۔ اور وحدت اور غیریت دونوں کے درمیان باطل ہے کہ ما التراب و رب الارباب (کجا مٹی او کجا رب الارباب) چہ نسبت خاک را باعالم پاک (عالم پاک کو خاک سے کیا نسبت ہو) یہ لوگ تنزیہ اور وحدانیت ہی حق کے لئے سزاوار ہے کہ معتقد ہیں اور بس۔ اور صفت تشبیہ اور حق کی عینیت کو خلق سے اعتقاد رکھنے والوں کو کافر کہتے ہیں اور اہلِ شریعت باطنہ یعنے اہلِ حقیقت جو کہ لا موجود اِلّا اللہ

اوہمہ اوست اور لا الٰہ الا انا کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ تنزیہہ اور تشبیہہ دونوں قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ فصدق الاول دون الثانی۔ پس تصدیق کیا یعنی سچ جانا اول کو سوائے ثانی کے من قال نومن ببعض ونکفر ببعض پس جس نے کہا ہم ایمان لائے بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا۔ اس لئے کہ ہوالظاہر پر قرآن کے دلائل سے ہے حق کی صفت تشبیہہ کا اثبات کرتی ہے۔ پس اس کا انکار صریحاً کفر ہوئے اور دلیل محکم بھی قل ھو اللّٰہ احد۔ وحدت مطلقہ کا اثبات کرتی ہے۔ وحدت مقیدہ پر قیاس کرنا معلم میں تاویل ہوئے وہ بھی باطل ہے۔ والنصوص تحمل علی ظواہرہا۔ پس ان کا اعتقاد تشبیہہ وعینیت باوجود تنزیہہ وغیریت کے ہوئے۔ پس ایمان اول سے مراد اس بیت میں ہے ؎

تا مدرسہ ومنارہ ویراں نشود — احوال قلندری بسامان نشود
جب تک مدرسہ ومنارہ ویران نہ ہو — قلندری کے حالات باسامان نہوں
تا ایمان کفر وکفر ایماں نشود — یک بندۂ حق مسلماں نشود
جب تک ایمان کفر اور کفر ایمان نہ ہو ایک — بندۂ حق یقیناً مسلمان نہ ہووے

ایمان مقید مجازی ہووے وہ اہل ایمان مطلق حقیقی کے پاس کفر ہووے اس لئے کہ شریعت کا ایمان جو دو معبود کی نفی اور ایک معبود کا اثبات ہووے ان کی نظر میں (ایمان حقیقت پر جو دو وجود کی نفی اور ایک وجود کا اثبات ہے) کفر ہے جیسا کہا گیا ہے ؎

چناں کاں گبر و یزداں اہرمن گفت ہمیں ناداں و احمق او دو من گفت

جیسے کہ وہ گبر نے یزداں اور اہرمن (یعنی نیکی کا ایک خدا اور بدی کا ایک خدا) کہا یہہ ناداں و احمق بھی وہ اور میں (دو وجود) کہا پس جان لے کہ جب تک ایمان کفر نہ ہو مدام ایمان مقید کو ایمان مطلق کی نظر سے کفر نہ سمجھے کفر ایمان نہ ہوئے جیسے کہ اہل طریقت فرماتے ہیں ؎

کفر باطل بو پیش حق است اندر خو شتن کفر باطل حق کا لباس ہے اپنے میں

کفر حق پوشیدن خویش است اندر خو امتن کفر حق اپنا لباس ہے حق میں یہ کفر حقیقی کہ اس کی صفت یہہ ہے ایمان نہ ہوئے (یعنے اہل حقیقت کے پاس) یعنی وہ تیرے معتقد نہ ہوویں علماً و حالاً۔ اس لئے کہ وہ کفر حقیقی عین ایمان حقیقی و اسلام معنوی ہے یا یہہ کہ کفر اہل ظاہر کی سمجھ کے اعتبار سے جو یہہ لوگ وہ کفر حق کو کفر باطل سمجھ بیٹھے ہیں۔ اس کی حقیقت پر ادراک و اطلاع نہ ہونے کے باعث وہ کفر حق کہ جو عین ایمان حقیقی ہے ایمان نہ ہووے یعنے اس کو یقیناً ایمان کامل نہ جانے ؎

یک بندہ حق بحق مسلمان نشود

ایک بندہ حق یقیناً مسلمان ہووے

یعنی مسلمان کامل ہووے۔

غایت مافی الباب

انتہا اس باب کی یہ ہے کہ ایمانِ شرعی ایمانِ حقیقی کے بغیر ایمان ناقص ہے پس لیکن ایمانِ حقیقی بھی ... یمان شرعی صرف الحاد ہے اور

اول ثانی کے ساتھ اور ثانی اول کے ساتھ ایمانِ کامل ہے۔ پس غور کیجئے۔ پس حقیقت میں یہہ کلام لطیف بحث شریف ہے

صُوَرِ ممکنات

جاننا چاہیئے کہ تعین و تقید و تکثر و تعدد و تشکل و صورت و مقدار و ہیئت ذات اشیاء کی نسبت حقیقی ہے عارضی نہیں۔ اور وحدت الوجود حقیقی پہ نظر کریں تو مطلق عارضی ہے حقیقی نہیں ؎

وحدتے گشتہ کثرتش طاری
درہمہ ساری ازہمہ عاری

وحدت جس پہ کثرت طاری ہے تمام میں سمائی ہے اور تمام سے الگ ہے پس قائل ہونا اس پہ کہ خلق کا وجود عین حق کا وجود ہے بے شبہہ صحیح ہے اس لئے کہ خلق کا وجود ایک پرتو ہے حق یکے حقیقی الوجود کے آفتاب سے جو ممکنات کی ذاتوں پہ چمکا تو وہ سب اس ظہور کے سبب سے ظاہر خارج میں نمودار ہوئے جیسے کہ سمجھیں کہ حباب کا نور عارضی آفتاب کے حقیقی نور کا عین ہے اور تنزیہ قول کہ حق کا وجود حقیقی خلق کے عارضی وجود کا عین ہے۔ درست ہے جیساکہ ہے کہ آفتاب کا نور حقیقی حباب کے عارضی نور کا عین ہے۔ لیکن شکل و صورت اور حد و حصر و مقدار و ہیئت و کیفیت و سنجیدگی اور مثل اس کے جو اشیاء

کے ذاتی ہیں۔

حق سبحانہٗ تعالیٰ اس سے بالذات منزہ اور مبراء و بری ہے۔ اور اگر کہیں کہ وہی مستی حق ہے جو بعینہٖ ممکنات کی صورت میں ظاہر ہوئی تمثل و تشکل کے طریق پر اسی تعین و تقید و چونی و چگونی و حصر و تحدد اور مثل اس کے ساتھ نمودیابی اس حیثیت سے کہ عین (یہہ شکل و صورت و حد و حصر و مقدار و ہیئت وغیرہ) ممکنات کے لئے اور ذاتی ہے بے کم و بیش کے اپنی ذات عالی بخی حق تعالیٰ سے ہوتی ہے۔

اس میں کوئی اندیشہ نہیں ہے لیکن یہ عینیت حق کی ممکنات کی صورت میں خاص طور پر اس کے لئے عارضی ہوں نہ حقیقی اس لئے کہ وہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنی ذات کی حد میں ان تمام سے مقدس ہے۔ اگر اسی قیاس پہ کہے کہ ممکنات بالذات ذات حق کے عین ہو دیں یہہ جائز نہیں ہے۔ فانہ عین ماظہر ولیس ماظہر عینہ پس تحقیق عین ہے جو ظاہر ہوا۔ اور جو ظاہر ہوا اس کا عین نہیں ہے۔ جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیس کمثلہٖ شیءٌ یعنی اس کے جیسی کوئی ستی نہیں ہے اس واسطے کہ اطلاق حق کا ذاتی ہے۔ اور تقید خلق کا ذاتی ہے۔ اور وہ ذاتی وہ چیز ہے اس سے دفع ہونا نہ ہوسکے یعنی محال ہو پس غور کیجئے۔

حاصل امر یہہ ہے کہ واجب حقیقی حقیقت ممکنات کا عین ہونا

اور ممکنات کی ذاتیں حق کی ذات کے عین ہونا۔ ممتنعات اور محالات سے ہیں اور یہ ایسا ہوگا کہ کوئی یہہ کہے کہ قرص (دائرہ) آفتاب قرص ماہتاب کا عین ہوتا ہے۔ اور قرص ماہتاب عین قرص آفتاب ہوجاتا ہے۔ پس یہ خیال فاسد اور گمان غلط ہے

لان الشمس والقمر اثنان والنور فیھما واحد تحقیق کہ شمس اور قمر دو ہیں اور نور ان دونوں میں ایک ہے پس فہم کریں۔

اور جانئے کہ فرمایا شیخ محی الدین علی بن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے آٹھویں باب میں وما الحق خلق والخلق حق انتھی وذالک لان الاطلاق الحقیقی ذاتی للحق فلا تقیدہ الکوان بظہور تعینا تھا فی تجلیۃ الوجود منبسط علیہا والخلق مقید والمقید ذاتی لہ لان الخلق عبارۃ عن تعین خاص فی الوجود المنبسط اثت ماھیۃ الثانیۃ فلو ارتفع القید لم یکن خلقا فلا یصح ان یقال الخلق عین الحق لان المقید للذی یکون التعبد ذاتا لہ لا یکون عین المطلق الذی یکون الاطلاق ذاتیا لہ بخلاف ان یقال لحق عین الخلق بانہ صحیح کان المطلق الحقیقی لا تقیدہ الا

اکوان قد جلیہ لہ لدنیا فی التنزیہ لیس کمثلہ شیء نقل منہا
من عین مطلع الوجود فی تحقیق التنزیہ فی وجدہ
الوجود للشیخ ابراھیم بن حسن الکردی اعلم ان
حقیقتہ تعالیٰ مخالفۃ لسائر الحقائق وذالک بیانی
ان تنظر الی صفات للخلق کلہا وتنزہ الحق تعالیٰ
عنہا من حیث الکشف فنقول مثلاً من شان
الخلق جہل من ذورھم فلیس الحق تعالیٰ بجاہل
بل ھو عالم بکل شیءٍ ومن شان الخلق العجز
والجہۃ فلیس الحق تعالیٰ بعاجز عن انفاذ وقوع
شیء تحت ارادہ بل ھو قادر ولا فی جہۃ
ولا فی جسم وھکذ انہ لا یصح فی جانب الحق تعالیٰ
لوق بشیء تخلقہ ابد الا فی شخص ولا فی نوع ولا فی
جنس نقل من عین جواھر المواقیت للشیخ
عبد الوہاب الشعرانی فی علم العقائد من
المبحث الرابع فی وجوب اعتقاد ان حقیقتہ تعالیٰ
مخالفۃ للسائر الحقائق وانہا لیست بمعلومۃ
فی الدنیا لآخر۔

کلمۂ اعتبارِ وجود

کہتا ہے ہیچ مدانِ آفاق اور جامع ان اوراق کا کمال الدین کان اللہ لہ امین کا سوال

سوال ۔ اگر پوچھے کہ حضرت جامی قدس سرہ لوائح (لوائح جامی) میں فرماتے ہیں کہ ہر شی کی حقیقت تعین وجود کا ہے باوجود تعین خواہ مرتبہ علم میں یا مرتبہ عین میں کیا معنی رکھتا ہے؟

جواب۔ جان تو کہ ہر شی کی حقیقت دو سبب رکھتی ہے ایک وجود کی حقیقت کا انداز نہ دوسرا اس کے عدم ذاتی کا اعتبار (جس کو عدم اضافی اور عدم امکانی کہتے ہیں) پس ہر شی کی حقیقت وجود کی حیثیت کے اعتبار سے تعین وجود باوجود تعین ہووے جان لو کہ تعین وجود شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ کے مذہب کی بناء پر کیا گیا ہے چونکہ ان کے نزدیک وجود علم مقاضی جو وجود کلمات سے مراد ہے اور نفس رحمانی اشارہ اسی سے ہے صفات اللہ سے ایک صفت ہے ۔ نہ ذات اللہ گویا کہ تعین صفت متعین ہے نہ اس کی ذات لیکن مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ غیر موصوف ہے مگر وجود کے اعتبار سے عین موصوف ہوئے پس مقصود حاصل ہوا اور وجود متعین حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ

کے مذہب کی بناء پر جو فرماتے ہیں یہہ کہ ان کے نزدیک وجود عام مقاضی وہی ذات حق ہے تعین کے ساتھ متعین نہ صفات اللہ سے کوئی صفت۔ بہرحال ہر شی کی حقیقت کو تعین وجود یا وجود متعین کہا گیا نہ حقیقت حق کو جو ان من حیث ہی (تحقیق وہ جیسی کہ ہے ہے) یعنے یا الذات لا تعین اور فقط وجود اور ہستی بحت ہے۔ پس اگر کوئی شخص حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کو تعین وجود یا وجود تعین جانے اس کی تنہائی و تنزیہہ اس کا اطلاق ذاتی کا انکار کیا ہوا ہووے تعالیٰ عن ذالک علوا کبیرا۔ مجدد بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اوراعلیٰ و اکبر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تعین وجود یا وجود متعین ہر شی کی حقیقت ہوئے نہ حقیقت حق سبحانہ کی لیکن اس قدر جاننا چاہئے کہ وہ وجود متعین مذکور عین ذات لاتعین اور ہستی مطلق اور فقط وجود خاص ہووے جو حق سبحانہ کی حقیقت ہے نہ اس کے غیر کی۔ اثبات وحدت الوجود جو صوفیہ صافیہ علیہم الرضوان و التحیۃ اس پر معتقد ہیں کسی وجہ سے فرق نہ پائے۔ پس فہم و غور کریں۔ البتہ اس میں فائدہ جلیلہ ہے۔

کلمۂ بیانِ قدر

فی القدر و سر القدر و سر سر القدر ایجازاً

بیان ہیں قدر کے اور سر القدر کے مختصراً جانئے کہ کلام محققات علیہم الرحمہ والرضوان کے اقتضائے مطلب سے یہہ ہیچ مدان (مصنف) پر ایسا پایا جاتا ہے کہ بندوں کے افعال (کفر و اسلام اور طاعت اور عصیان سے اور مثل اس کے) ان کے اختیار کے تابع ہیں۔ ان کا اختیار تقدیر ازلی کے تابع رحمٰن سے مقدر کی ہوئی اور تقدیر ازلی علم قدیم دائمی ظاہر و باطن کے تابع۔ اور علم قدیم حقائق و اعیان کے تابع ہے اور اعیان و حقائق حضرت سبحانہٗ کے شیون ذاتی کے تابع۔ اور شیون وجود محض کے تابع جو نہیں ہے کوئی مرتبہ اس کے ماسوا پس اس کو سمجھ لو اور جان لو۔ شرح الفقہ الاکبر میں فرمایا صفات باری تین قسم پر ہے۔

(ایک حقیقت محضہ۔ دوم حقیقت اضافیہ۔ سوم اضافیہ محضہ)۔

پہلی حقیقت محضہ۔ وہ ایسے صفات ہیں کہ غیر سے تعلق نہیں رکھتے ہیں جیسا کہ حیات اور وجوب و قدم و وحدت و غنا و اسبقیت و بقا اور مثل اس کے۔

دوسری حقیقت اضافیہ ۔ کہ اس کو تعلق غیر کے ساتھ ہے
جیساکہ علم ۔ قدرت وارادت وسمع وبصر وغیرہ صفات ذاتی ہے۔
تیسری اضافیہ محضہ ۔ وہ صفات ہیں جو خارج میں وجود نہیں
رکھتے ہیں اور وجود ان کا موقوف ہے اثبات عقل پر ۔ بس نہیں ہے
ان صفات کو مگر وجود ذہنی جیساکہ محبت قبلیت ۔ وبعدیت
وقرب واحاطت اور مثل اس کے اور یہ حادث ہیں اور مصنف کے
قول سے مراد کہ لا یقوم بذاتہ ۔ حادث ہے یعنی بالذات قائم نہیں
ہیں حادث ہیں ۔ یہہ کہ صفات حقیقتہ محضہ وحقیقتہ اضافیہ سے
ان کے تعلقات ذات باری تعالیٰ سے نہیں ہیں بس تعلقات کے
حادث ہونے میں کوئی ضرر نہیں ہے اگر ایک بھی ان اقسام صفات
سے حادث ہوں لازم ہوگا کہ ذات باری بھی مقام حوادث میں رہے
اس لئے کہ یہہ قائم ذات الٰہی سے ہیں اور محل حوادث بھی حادث ہوئے
پس لازم ہوا حدوث باری بہ خلاف قسم سوم کے ۔ قسم دوم کے
صفات وتعلقات جو کہ بہ قائم بذات نہیں ہیں ۔ لیکن ان کے حدوث
(یعنی حادث ہونے) میں کوئی خلل نہیں ہے ۔

کمالاتِ صفات

اس ناصر فاتر کے خاطر میں گزرتا ہے کہ معنے دلالقوم یذاتیہ حادث محققہ اکبر کے عقیدہ کا متن ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ صفات وکمالات حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی ہیں ازل سے ثابت ہیں یعنے اس کے صفات قدیم ہیں اور باقی جیسے کہ (جو بالذات قائم نہیں وہ حادث ہے)

ذاتِ حقیقتہ محضہ ہوئے مثل وجوب وحیات وحدت دانیت وقدم ولقاء وغنا اور مثل اس کے خواہ حقیقتہ اضافیہ جیسا کہ علم والارادہ۔ قدرت اور مانند اس کے یا صفات افعالی کہ جیسے خالقیت وارزقیت احیاء واماتت وعقاریت وستاریت اور مثل اس کے بلکہ اعیان ثابتہ وصور علمیہ (علمی صورتیں) جو ممکنات کی ذاتیں اور ماہیات ہیں تابع ولزوم وقابلیت اور اپنی استعدادیت کے ساتھ مرضیۂ غیب میں جو کہ احدیت، وحدیت۔ واحدیت مراد ہیں۔ ہر چند وہ حدوث وتغیر فنا وزوال ونقصان بالذات رکھتے ہیں لیکن نظر عالم پر جو ذاتِ حق ہے ان کی معلومیت میں خصوصاً حق تعالیٰ کو جو مرتبہ واحدیت میں ثابت ہے قدیم اور ازلی بے جعل جاعل (بنانے والی کی بناوٹ کے بغیر) ہیں ورنہ ذاتِ باری تعالیٰ حوادث کے مقام ہونا (یعنے حادث ہونا) لازم آئے گا

تعالی اللہ من ذالک علواً کبیرا ملبند و برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے غالب اور بزرگ لیکن وجود خارجی کی نسبت سے (یعنے صالح یکتا کی صفت) بے ہمتا قدیر کی قدرت سے اپنے احکام وآثار کے ساتھ خارج میں وجود کی کہ کہیے ہیں مخلوق اور مجعول (بنی ہوئی) اور حادث ہیں ؎

تو گو عالم قدم جستی بے فعل چنان بود

تو اگر عالم قدم تلاش کرے ایسا ہوئے

وگر حادث بیاوردی ہمان بود

اور اگر حادث کو نکال تو ہی ہے

پس عالم مرتبہ غیب میں قدیم ہے اور مرتبہ شہادت میں حادث ہے

نفی آں یک چیز و اثبات دو است

کسی ایک چیز کی نفی اور اس کا اثبات جائز ہے۔

چوں جہت شد نسبت دو ناست

جبکہ جہت مختلف ہوں کہ اس کی نسبت دو پہلو ہے

فافہم پس فہم کریں اور جانیں۔

اگر تو کہے قدیم اس کو کہتے ہیں جو خارج میں موجود رہ کر ہمیشہ رہے میں کہتا ہوں۔ موجودیت اس قدیم کی جو تم نے کہا کس معانی پہ؟ اگر کہے کہ معنے مستقل موجودیت یعنے خود۔ مجود موجود رہنا خاص اسی کے لئے ہے۔ میں کہتا ہوں سبحانہ اللہ اس معنے کے ساتھ اطلاق

قدیم صفاتِ حق کے بارے میں صادق نہیں آتا ہے۔ پس کیونکر ہو؟ اعیان کے حق میں۔ اس لئے کہ صفات موجود ہیں ذات کے وجود سے قدیم ہیں ذات کی قدامت سے اور قدیم ہیں قیام ذات سے خود بخود نہیں۔ پس جو کہ خود بہ خود موجود خارج میں ہو کہ ہمیشہ رہے ذاتِ حق ہے سبحانہ یعنے اپنے وجود سے موجود ذاتِ حق ہے۔ نہ صفات۔ بلکہ صفات موجود ذاتی وجود سے اور قائم ذات کے قیام سے اور قدیم ذات کی قدامت سے ہیں پس اپنے خیال سے پس قدیم کی تعریف جو تونے کی حق کی ذات پر صادق آوے فقط۔ نہ صفات پر یہہ کیا معلومات ہیں؟

اور عقائد میں لکھتے ہیں کہ معنے قِدم حق نفی عدم سابق کی نفی کا قدیم ہونے کے معنے عدم سابق کی نفی ہے اس کے وجود پر۔ پس قدیم وہ ہے کہ مسبوق بہ عدم نہ ہوئے۔ یعنی اس کے وجود کے سابق میں عدم نہ ہو۔ اور بقائے حق تعالیٰ سے مراد عدم لاحق کی نفی اس کے وجود کے لئے مخصوص ہو۔ یعنی ایسا باقی جو عدم سے ملحق نہ ہوئے یعنی عدم لاحق نہ ہوئے خاص اس کے وجود کے لئے پس ذات وصفاتِ حق کو مذکورہ تعینات کے ساتھ اور باقی کہنا کفایت کرتا ہے۔

جب کہ قدیم ان معنوں کے ساتھ جو سابق میں تم نے کہا ذاتِ حق کے علاوہ اس کی صفات پر بھی صادق نہیں آتا ہے۔ پس کیونکر اعیان کے لئے؟ کیونکہ جو اعیانِ ثابت کو قدیم کہے ہیں۔

نسبت سے ہیں کہ بعض عارفین ارواح کو قدیم کہے ہیں اس

تخصیص ہے کہ خلق اللہ۔ الارواح قبل الاجساد بالف عام کہ اللہ تعالیٰ
نے پیدا کیا ارواح کو اجساد سے دو ہزار سال قبل۔ پس معلوم ہوا کہ قدم
خاص ذات کے لئے نہ قدم صفات پہونچے نہ معلومات۔ پس فہم کریں۔
دوسرا یہ کہ اعیان ثابتہ اپنے نفس سے خارج میں وجود نہیں رکھتے
نہ یہہ کہ حق کی وجود بخشی کے بعد خارج میں موجود نہ ہوئے حاشا ثم حاشا ؂

اعیان نبین ناکردہ تنزل
اعیان عنیت کی گہرائی سے نازل نہ کئے ہوں
حاشا کہ بود تجعل جعل مجعول
پناہ بخدا کب ہو ویں بنانے سے بنائے والے کئے ہو
اعیان کی خارج میں موجودیت کے اثبات میں بہت سے دلائل اور معقولے
بہت تفصیل کے ساتھ اسی رسالہ میں لاویں گا انشاء اللہ تعالیٰ

معیت و احاطت

جانئے کہ معیت واحاطت وقرب اقربیت وسرایت کی صفتہ
اور فیض حق کے ظہور کو علمائے ظاہر علم اور قدرت کی حیثیت سے ثابت
کرتے ہیں اور صوفیا ذات کی حیثیت سے اس لئے کہ علم اور قدرت
حق کی ذاتی صفات سے ہیں کبھی ذات سے منفک (جدا) نہیں
ہوتے ہیں۔ اور وجود اور ان کا قیام ذات سے ہے نہ بخود اپنے

آپ) اہلِ نظر متکلمین سے بھی صفت و موصوف کو ایک وجود سے دو موجود جانتے ہیں یعنی ایک وجود موصوف جوکہ ذات ہے صفات سے بھی موجود ہیں حاصل یہہ ہے کہ وجود صفت موصوف کا ایک ہی ہے نہ دو جیسا کہ علماء کے نزدیک وجود عرض و محل کا ایک ہی ہے۔ اور بعض لوگ صفات کو وجود زائد پر ذات کہے ہیں یہ عقلی اور اعتباری ہے۔ حقیقی اور واقعی نہیں ہے۔ پس محبت حق کے ثبوت کی صورت میں علم اور قدرت کی حیثیت سے تحقیق محبت اور وہ ذات کی حیثیت سے بھی ترتیب پائی پس فہم کریں۔

کلمہ صفات حق سبحانہٗ تعالیٰ

جانئے کہ ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ ہستی مطلق اور وجود محض ہے اس وجود کے کمالات کو صفات نام رکھتے ہیں۔ پس کمال اول اُس کا یہہ ہے کہ

وجود کبھی نیست ہونے والا نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے اور رہنے والا ہے۔ ع

جاذاں ہست و بود خواہد بود

یہ ہمیشہ سے ہے اور تھا اور رہیگا

پس اس کے یہ کمال کو یعنی نیست نہیں ہونا اور ہمیشہ ہست رہنا۔

اس وجود کو صفتِ حیات اور بقا کہتے ہیں۔

اس کا دوسرا کمال یہہ ہے کہ وہ وجود اپنے کو اور اپنے تمام کمالات کو اور اپنے ماسوا کے ذات وصفات کو بھی ہمیشہ جانتا ہے۔ اس کمال کو صفتِ علم کہتے ہیں دوسرا کمال یہ ہے کہ

دوسرا کمال یہہ ہے کہ وہ وجود چاہتا ہے کہ اپنے کو اور اپنے تمام کمالات کو ہمیشہ ظہور میں لائے اس کمال کو صفتِ ارادت کہتے ہیں۔ بعض محققین ارادت کے معنی تجلّی ذاتِ معدوم کے ایجاد کے لئے فرماتے ہیں۔

ایمان تانیہ کے وجود کو ان کے عدم پر ترجیح دینا ہے۔

دوسرا کمال یہہ ہے کہ وہ وجود جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور وہ جو نہیں چاہتا نہیں کرتا ہے کر سکے۔ اور جو کچھ چاہتا ہے کر سکے کہ جو کچھ نہیں چاہتا ہے نہیں کر سکتا ہے اور اپنے خلاف کے لئے (یعنی مخالفین) یہ معنی عجز کے ملتزم (یعنی عجز لازم آئے) ہوئے تعالیٰ اللہ عن ذالک (اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے) اور اس کمال مذکور کو صفتِ قدرت جانتے ہیں۔

اگر تو کہے کہ لفظ ناخو رستنی (نہیں چاہتا) سے جو تم نے کہا جبر و اضطرار مفہوم ہو رہا ہے وہ صفت تو نقصان کی ہے تا صفت کمال کی پس کیونکر جائز ہوئے۔؟

میں کہتا ہوں خواستا و نا خواستا (چاہتا نہیں چاہتا) سے ہماری

مراد یہہ ہے کہ اوس کی مثال۔ مثلاً زید کے لئے وجود چاہتا ہے اور عمر کے لئے
وجود نہیں چاہتا۔ یعنی عمر کا عدم چاہتا ہے اور بکر کی حیات چاہتا ہے
اور خالد کے لئے حیات نہیں چاہتا یعنی خالد کی موت چاہتا ہے۔ ایسا
ہی جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پس یہ خواستن و ناخواستن جو ذکر
پایا ہر دو اختیار و ارادت کے معنی کی تحقیق پائے۔ نہ جبر و اضطرار
کے تعالیٰ الله عن ذالک الله تعالیٰ اس سے برتر ہے۔
پس قوت اور قدرت یعنی توانستن و کردن (کر سکنا اور کرنا) جو کچھ
چاہتا ہے اور نہیں چاہتا ہے صفت قدرت ہوئے۔

دوسرا کمال یہہ ہے کہ۔ وہ وجود اپنے کو اور اپنے تنوعات
ظہورات داخلی و خارجی (اپنے داخلی و خارجی ظہورات کے اقسام)
کو یعنی اپنے اسماء و ذات و صفات کے مظاہر و مجالی (جائے ظہور
و جائے جلوہ) کو ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اس کمال کو صفت بصر کہتے ہیں۔

دوسرا کمال وہ ہے کہ وہ وجود اپنے اسماء کی ذات و صفات کے
مظاہر کو امر سے ظاہر کرتا ہے امر سے "انما امرہ اذا اراد الله
شیئاً ان یقول له کن فیکون۔

ترجمہ:۔ جز ایں نیست کہ اس کا جب ارادہ کیا الله تعالیٰ
کسی شے کا ایک کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے۔ اس کمال کو صفت
کلام کہتے ہیں ؎

حق تعالیٰ چو بے عبارت و حرف
حق تعالیٰ نے جب بغیر عبارت اور حرف کے

با عدم گفت نکتہ ہائے شگرف
عدم کے لئے کہا غیب و دنیا نکات

عدم آمد ز ذوقِ آں سخنان — بفضائے وجود رقص کناں

عدم اس کلام کے ذوق سے — وجود کی فضا میں رقص کرتا ہوا آیا

بعض محققین فرماتے ہیں۔ کلام کے معنی اطلاع دینا ہووے کسی کو اپنے معلومات
پر۔ باری تعالیٰ ابھی اسی وجہ سے متکلم ہے۔ اس واسطے کہ تمام چیزیں اُس
باری تعالیٰ کے معلوم ہیں۔ اس پر اطلاع دے سکے۔ فرمایا عین القضاۃ ہمدانی
قدس سرہ نے بعض فارسی رسالوں میں خدائے تعالیٰ کامل الذات
وختم صفات ہے۔

اسی کا کلام آلہ و مادہ وحلق ولب اور سے جو مختلف حروف کی مخارج
میں مستغنی ہے اور ہمارے لئے کوئی مقصد ہو تو ہم چاہتے ہیں کسی کو معلوم
کرائیں۔ زبان وحروف اور آواز کے محتاج ہوتے ہیں۔ تاکہ اپنے مقصد کو اُس کی
فہم میں پہونچائیں۔ اور حق تعالیٰ کو ان سب سے حاجت نہیں ہے جب
کہ جو علم جس کو چاہے حروف واصوات کے بغیر اس میں حاضر کرے۔ جیسے
کتب فی قلوبھم الایمان۔ وعلم بالقلم۔
الرحمٰن علم القرآن الی آخرہ جو کچھ علم ازلی سے ہے
ہرگز انتہا کو علم ازلی میں دخل نہیں ہے لو کان البحر مدادا
لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات
ربی ولو جئنا بمثلہ مددا الخ

دوسرا کمال یہہ ہے کہ وہ وجود اپنا کلام اور اپنے مخلوقات کے
کلام کو سنتا ہے ہمیشہ خواہ غیب میں خواہ شہادت میں۔ اس کمال کو

صفت سماع نام رکھتے ہیں۔ قطعہ

قطعہ حال ہر ممکنے بکتم عدم
بیند و داند وز بیش و کم
گوشہ عدم کے ہر ممکن کا حال
بغیر کم و بیشی کے دیکھے اور جانے

وز سوال و طلب ہر آنچہ رود | بزبانش یگاں یگاں شنود
اور سوال مطلب سے جو کچھ بھی جاری ہے | ہر ایک زبان سے فرداً فرداً سنے

حاصل اس باب کا یہہ ہے کہ مبصرات کا ادراک (دریافت) اس کی صفت بصر سے اور مسموعات کے ادراک کو اس کی صفت سمع سمجھے ۵

ہر یکے از وصف سمع و وصف بصر | ہست جز علم معنے دگر
صفت سمع اور صفت بصر سے ہر ایک | سوائے علم کے اس کے دوسرے ہی معنی ہیں

حق کے مکنونات ظاہر کرتے کو اس کے کلام کی صفت کہیں ۵

بیت حق تعالیٰ حقائق و اسرار | چو کند بر قابلاں اظہار
حق تعالیٰ اپنے حقائق و اسرار | جب قابل افراد پر ظاہر کرے
صفت را کہ ہست مبدۂ آں | کردہ نامش کلام اہل لساں
جو مبدا ہے اس صفت کا | اس کا نام متکلمین کلام رکھتے ہیں

یہہ مذکورہ سبع صفات (سات صفات کو امہات کہتے ہیں اور

یہہ کمال ہر اک وجود میں حقیقی وجود کا عین ہے اور مرتبۂ علم میں ہر کمال
وجود یعنی وجود علمی سے تمیز پاتا ہے۔

دوسرا جان لیں کہ۔ عقائدِ شرعیہ میں لکھتے ہیں صفات
نہ عین ذات ہیں اور نہ غیر ذات' اس سے زیادہ کچھ لکھتے نہیں ہیں۔ ۵

ہمہ پاکیزہ از شر و بری از شتیں ہمہ با ذات او نہ غیر نہ عین

تمام برائیوں سے پاک اور ہر عیب سے بری تمام اس کی ذات کے ساتھ نہ غیر ہیں اور نہ عین

لیکن صوفیائے کرام تفصیل اور تشریح اس بات کی ایسی کرتے ہیں
کہ صفات ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات
یعنی عینِ ذاتِ حق ہیں وجود کی حیثیت سے اور اس کی ذات
کے غیر ہیں مطابق عقل کے اس واسطے کہ صفات کو فقط عین ذات
جاننا نفی صفات کی طرف کشش پائے۔ وہ باعث تعطیل ہے۔ اس بناء
پر کہ ذات و صفات کے درمیان تمیز اور فرق سات وجہ سے تصور
کیا گیا ہے۔

وجہ اول یہہ کہ۔ تقدم ذات کو ہوئے (ذات مقدم ہے) اور
تاخیر صفات کو (یعنی صفات موخر ہیں) یعنی اول ذات اس کے
بعد صفات کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ نہ اس کے برعکس اور یہ تقدم و تاخیر رتبی
ہے۔ (یعنی مرتبہ کے لحاظ سے) نہ زمانی (زمانہ کے لحاظ سے نہیں)

وجہ دوم۔ یہ کہ ذات قائم بخود ہے' اور صفات قائم بذات یعنی
صفات کا قیام ذات سے ہوئے نہ اس کے برعکس۔

وجہہ سوم ۔ یہ کہ صفات میں تعدد ہووے یعنی صفات کے مفہوم کے لئے تعداد ہووے) ذات کے مفہوم میں نہیں۔

وجہہ چہارم ۔ یہ کہ ذات کو اثبت ہووے اور صفات کو نہیں یعنی ہر صفت و اسم میں جو انا کی وہ ذات ہے۔ صفت نہیں۔

وجہہ پنجم ۔ یہ کہ ذات ہمیشہ ایک حال پر رہے ؎

ہر چند در نہاں و عیاں نیست غیر او
ہر چند نہاں اور عیاں میں نہیں ہے اس کے سوا

فی حد ذاتہ نہ نہاں ست و نہ عیاں
اس کی ذات کی حد میں نہ نہاں ہے اور نہ عیاں

اور صفات کبھی مخفی اور کبھی ظاہر جیسے کہ محققین فرماتے ہیں مراتب ستہ کے بیان میں پس ظہور کی صفت کے اعتبار سے ذات کو ظاہر کہتے ہیں۔ اور باطن کی صفت کی حیثیت سے باطن۔ پس فہم کریں۔

وجہہ ششم یہ کہ ذات موجود وجودی ہے۔ اور صفات موجود ذہنی ہے۔

وجہ ہفتم ۔ یہ کہ ذات کو اجمال و تفصیل نہیں ۔ اور صفات کو اجمال ہے۔

پس ان سات وجوہات مذکورہ پر نظر کریں تو صفات غیر ذات رہیں اور اگر عین ذات کہیں فقط نفی ثبات لازم آئے۔ اور وہ تعطیل

یہہ کمال ہراک وجود میں حقیقی وجود کا عین ہے اور مرتبۂ علم میں ہر کمال وجود یعنی وجود علمی سے تمیز پاتا ہے۔

دوسرا جان لیں کہ۔ عقائد شرعیہ میں لکھتے ہیں صفات تاعین ذات ہیں اور نہ غیر ذات، اس سے زیادہ کچھ لکھتے نہیں ہیں۔ ۵

ہمہ باذات او نہ غیر نہ عین ہمہ پاکیزہ از شر و بری از شتیں

تمام اس کی ذات کے ساتھ نہ غیر ہیں اور نہ عین تمام برائیوں سے پاک اور ہر عیب سے بری

لیکن صوفیائے کرام تفصیل اور تشریح اس بات کی ایسی کرتے ہیں کہ صفات ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات یعنی عین ذات حق ہیں وجود کی حیثیت سے اور اس کی ذات کے غیر ہیں مطابق عقل کے اس واسطے کہ صفات کو فقط عین ذات جاننا نفی صفات کی طرف کشش پائے۔ وہ باعث تعطیل ہے۔ اس اثناء بلکہ ذات و صفات کے درمیان تمیز اور فرق سات وجہ سے تصور کیا گیا ہے۔

وجہ اول یہہ کہ۔ تقدم ذات کو ہوئے (ذات مقدم ہے) اور تاخیر صفات کو (یعنی صفات موخر ہیں) یعنی اول ذات اس کے بعد صفات کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ نہ اس کے برعکس اور یہ تقدم و تاخیر رتبی ہے۔ (یعنی مرتبہ کے لحاظ سے) نہ زمانی (زمانہ کے لحاظ سے نہیں)

وجہ دوم۔ یہ کہ ذات قائم بخودہے اور صفات قائم بذات یعنی صفات کا قیام ذات سے ہوئے نہ اس کے برعکس۔

وجہہ سوم - یہ کہ صفات میں تعدد ہووے یعنی صفات کے مفہوم کے لئے تعداد ہووے) ذات کے مفہوم میں نہیں۔

وجہہ چہارم - یہ کہ ذات کو اثبت ہووے اور صفات کو نہیں یعنی ہر صفت و اسم میں جو انا کہی وہ ذات ہے۔ صفت نہیں۔

وجہہ پنجم - یہ کہ ذات ہمیشہ ایک حال پر رہے ۔

ہر چند در نہاں و عیاں نیست غیر او

ہر چند نہاں اور عیاں میں نہیں ہے اس کے سوا

فی حد ذاتہ نہ نہاں ست و نہ عیاں

اس کی ذات کی حد میں نہ نہاں ہے اور نہ عیاں

اور صفات کبھی مخفی اور کبھی ظاہر جیسے کہ محققین فرمائے ہیں مراتب ستہ کے بیان میں پس ظہور کی صفت کے اعتبار سے ذات کو ظاہر کہتے ہیں۔ اور باطن کی صفت کی حیثیت سے باطن۔ پس فہم کریں۔

وجہہ ششم یہ کہ ذات موجود وجودی ہے۔ اور صفات موجود ذہنی ہے۔

وجہ ہفتم - یہ کہ ذات کو اجمال و تفصیل نہیں - اور صفات کو اجمال ہے۔

پس ان سات وجوہات مذکورہ پر نظر کریں تو صفات غیر ذات ہیں اور اگر عین ذات کہیں فقط نفی ثبات لازم آئے۔ اور وہ تعطیل

ہونے کی خبر دیتی ہے اس کی صفات اس سے پاک ہیں۔

اور دوسرا یہ جان لیں کہ اگر صفات کو غیر ذات (یعنی ذات کا غیر) جانیں فقط وہ واحد تعالیٰ کی ذات میں شریک لازم آئے تعالیٰ اللہ عن ذالک۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے بلکہ اولیٰ وہ ہے کہ ذات وصفات کو دو موجود ایک وجود سے کہیں یعنی ذات خود بخود موجود ہے اور صفات موجود ذات کے وجود سے کو ھذا عند المتکلمین اور ایسا ہی متکلمین کے نزدیک ہے جیسا کہ حکما کے نزدیک یہی عرض ومحل دو موجود ہیں ایک وجود محل سے پس وجود کی حیثیت سے صفات کی عینیت و ذات تعالیٰ سے ثابت ومحقق ہوئی۔

قال المولوی جامی قدس سرہ۔ فرمایا مولوی جامی قدس سرہ نے اپنی سوانح میں۔

صفات غیر ذات ہیں مفہوم ومحتم کی حیثیت سے۔ اور عین ذات ہیں وجود کی حیثیت سے اور تحقیق اور حصول ہے انتہاء یعنی کاملین جیسے کہ مجدد الف ثانی قدس سرہ صفات کو وجود زاید بر ذات فرمائے ہیں۔ یہ عقلی اور اعتباری ہے نہ نفس الامری اور حقیقی فہم کریں۔ اور کتاب عین المعانی میں فی شرح اسمائے ربانی میں لکھتے ہیں کہ صفات حق سبحانہٗ تعالیٰ متکلمین کے نزدیک نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ اور حکما کے نزدیک عین ذات

ہیں۔ اور اہل تصوف کے نزدیک اس اعتبار پہ کہ عقل اس کی مدرک ہے۔ (مدرک دریافت طلب) غیر ذات ہے جو کہ وہ حاکم ہے تمیز کرنے پہ ذات کے درمیان جو مراد ہے وجود مطلق سے اور درمیان صفات کے جو متعدد نسبتیں ہیں، واقعی اعتبار اور نفس الامری میں ایک دوسرے کے عین ہیں۔ چونکہ صفت جو مراد تجلی وجود مطلق سے ہے مرتبہ ظہور میں تجلی خاص جو زاید بر ذات اس کے نہیں بلکہ اس کی عین ذات ہے۔ مثلاً عالم ذاتی ہے علم کی صفت کے اعتبار سے اور قادر ذاتی ہے صفت قدرت کے اعتبار سے اور شک نہیں ہے۔ چنانچہ ذات و صفات اپنے درمیان ایک دوسرے کے غیر ہیں اور عین۔ ایسے ہی صفات اور اسماء اپنے درمیان بھی مفہوم و مظاہر کے انداز سے متغائر ہیں تغائر کلی کے ساتھ اور عین ہیں بہ غیب اصلی انتہا قال المتکلمون ان الصفات علی ثلثۃ اقسام حقیقۃ محضۃ کالسواد والبیاض والوجوب والحیواۃ وحقیقۃ ذات اضافۃ کالموقدرت و اضافیۃ محضۃ کالمعیۃ والقبلیۃ و فی اعدادھا از الصفات بحوذ فی العوثالث مطلقاً انتہی

دوسرا جانئے کہ تعریف صفات ذاتی کی اوپر تحریر ہوئی اور صفات افعالی۔ اور حقائق الہی اور اسمائے کلی الہی اور مرتبہ وجوب امثالی ان صفات کو کہتے ہیں کہ فعالی کے یعنی کنندگی (کرنے کی صفت)

اور تاثیر اس میں مدرک ہوتی ہے اور ان کا ظہور موقوف ہے اپنے مظاہر پر جیسا کہ خالقیت اور رزقیت اور احیاء و اماتت اور غفاریت اور ستاریت و قہاریت وغیرہ۔ اور صفاتِ انفعالی۔ اور حقائق کیانی اور اسمائے کونی اور مرتبہ امکان اعیانِ ثابتہ و صور علمیہ ماہیات ممکنات اور ذاتِ مخلوقات کو کہتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے علم قدیم کے مرتبہ میں جو واحد نہیں ہے۔ یہ سب شانِ انفعالی و تاثیر یعنی اثر قبول کرنے کی شان رکھتے ہیں جیسے کہ صفت معلومیہ اور مقدوریہ اور شانِ مخلوقیہ و مرزوقیہ و مغفوریہ مستوریہ و مقہوریہ۔ اور لوگ زندہ ہونا وغیرہ یہ تمام مذکورات کو عالم غیب ہیں۔ شیونات ذاتیہ نام رکھتے ہیں۔ اور جام جہاں نما میں کلی و اجمالی اعتبار سے صفات افعالی و اسماء اور حقائق الٰہی کو اٹھائیس قرار دیئے ہیں۔ اگرچہ بمراتبِ تفصیل اور ان کی کثرت لا تعداد و لا محدود ہے وھی ھذا

وہ یہ ہیں الربیع الجامع اللطیف القوی المذل الرزاق العزیز الممیت الحی المحی القابض المتین المحصی المصور النور القاهر الحلیم المهذب المقتدر المغنی الشکور المحیط۔ الحکیم الظاهر الباطن الآخر الباعث البدیع۔ وصفات انفعالی و اکلے حقائق کو جو اعیان ثابتہ ہیں مظہری حیثیت سے اسمائے کلی الٰہی کلیہ و اجمالی اعتبار سے بھی اٹھائیس مقرر کئے ہیں اگرچہ مراتب اور

ان کی کثرت اور تفصیل ان کی خط و احاطہ سے باہر اور قیاس و شمار سے بڑھ کر ہیں وہی بزادہ یہ ہیں۔ عقل کل[۱]، نفس کل[۲]۔ صحت کل[۳] جوہر۔ شکل کل۔ عرش۔ کرسی۔ فلک البروج۔ فلک منازل فلک زحل[۱۴]، فلک مشتری[۱۵]، فلک مریخ[۱۶]، فلک شمس[۱۷]، فلک زہرہ[۱۸]، فلک عطارد[۱۹]، فلک قمر[۳۰]، کرۂ آتش[۳۳]، کرہ ہوا[۳۴] کرۂ آب[۳۵]، کرۂ خاک[۳۶]۔ مرتبہ جماد۔ مرتبہ غایت[۳۸]، مرتبہ حیوان[۳۹] مرتبہ ملک۔ مرتبہ جن۔ مرتبہ انسان۔ مرتبہ انسان کامل

دوسرا جاننے کہ شرح گلشن راز میں مظاہر و تجالی صفات الفعالی یعنے احکام آثار اعیان ثابتہ کو جو عالم شہادت میں قدرت کاملہ اور صنعت شاملہ سے حق سبحانہ تعالیٰ کے وجود خارجی پائے ہیں۔ کلیت و اجمالی حیثیت سے چالیس مرتبہ وارد ہوئے جیساکہ اس دو بیت کی شرح میں فرمائے ہیں ؎

احمد در میم احمد گشت ظاہر — دریں دور مد اول عین آخر

احد اسم ذات ہے اسماء و صفات کے تعداد کی نفی کے اعتبار سے اور نسبت تعینات کی میم احمد میں صلی اللہ علیہ وسلم جو تعین محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ چونکہ امتیاز احمد کا احد سے بے میم کے ساتھ ہے جو مراد تعین اول سے یعنی نور محمدی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو عقل کل اور قلم اعلیٰ بھی اس کو کہتے ہیں۔

گشت ظاہر سے مراد احد کا مظہر حقیقی احمد ہے علیہ السلام اور

باقی مراتب موجودات کے حقیقت محمدی کے مظہر ہیں۔ اسی معنی پر ہے
جو عارفین فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کو جیسا کہ موجودات میں سرایت
ہے، انسانِ کامل کو بھی چاہئے کہ موجودات کے تمام مراتب میں سرایت
ہوئے۔ کیونکہ کامل وہ شخص ہے جو اپنی خودی سے فانی اور حق کی
بقا سے باقی رہا ہو۔ یا میم احمدؐ اشارہ ہے موجودات کے دائرہ سے
جو کہ حقیقت محمدی کے مظاہر ہیں الصلوٰۃ والسلام سے

درین دور آمد اول عین آخر

یعنے دائرہ موجودات میں جو مذکور ہوا، اول جو عقل کل ہے اس کا
عین آخر کہ انسان ہے ہوا۔ یعنے عقل کل کی حیثیت انسانِ
کامل کی صورت میں تمام ہوئی۔ اور مظہر و ظاہر ایک ہوا اور نقطۂ
آخر اول سے متصل ہوا (مل گیا)، اور تمام کمال انسانِ کامل
کے نمود میں واصل ہو کر ظہور میں آیا سے

آں نقطہ کہ صد ہزار دریاست منم | میلے کہ در دو کون راجاست منم
دروی ہمہ کتاب پیداست منم | حرفے کہ لبسر کہنہ اوگر برسی

او جب دعوت نبوت انبیاء علیہم السلام کا راستہ حضرت محمدی
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک سے ختم پایا فرمائے ہیں
اور جب دعوت نبوت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک
سے ختم پایا فرمائے ہیں سے

ز احمد تا احد یک میم فرق است | جہانے اندراں ایک میم غرق است
احمد سے احد تک ایک میم کا فرق ہے | ایک جہاں اُس ایک میم میں غرق ہے
حرف میم عدد میں چالیس ہیں اور مراتب | موجودات اگرچہ فروری ترو سے انحصار نہیں ہے

پس کلی رُو سے بھی چالیس ہیں۔ اور مجموعہ یہ چالیس مرتبہ کلی کا مجلی اور مظہر محمدی ہیں جو تعین اول اور عقل کل ہے۔ اور آنحضرت حقیقت کی حیثیت سے ظاہر اور تمام پر بھی ابداً ہے اور میم احمد کو اسی بناء پر فرماتے ہیں کہ تمام مراتب کو نیہ حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجزاء تمام ظاہر کے باطن میں آنحضرت ہیں جن سے ظہور پائے۔
اور چالیس مراتب یہ ہیں۔

عقل کل جس کو روح اعظم اور تعین اول اور ام الکتاب کہتے ہیں۔ نفس کل۔ کہ لوح محفوظ اور کتاب مبین اور طور کہتے ہیں۔ ھیولیٰ اھیا اور کتاب مسطور اور ورق منشور نام رکھتے ہیں۔ صحبت کلیہ۔ جو افعال اور اسماء و آثار کا امید ہے۔ فلک اطلس جو کہ عرش ہے کرسی جو ثوابت کا فلک ہے۔ ساتواں فلک۔ چھٹا فلک۔ پانچواں فلک۔ چوتھا فلک۔ تیسرا فلک۔ دوسرا فلک پہلا فلک۔ زحل جس کو کیوان بھی کہتے ہیں۔ مشتری جس کو برجیس بھی کہتے ہیں۔ مریخ جس کو بہرام بھی نام رکھتے ہیں۔ آفتاب جو کہ نیر اعظم ہے۔ ناہید جو زہرا ہے۔ تیر جو کہ عطارد ہے قمر جو کہ نیر اصغر ہے۔ حمل۔ ثور جوزا، سرطان، اسد سنبلہ۔ میزان، عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔ کرہ نار۔ کرہ ہوا۔ کرہ آب۔ کرہ خاک۔ جمادات۔ نباتات حیوان۔ انسان یعنی تمام ہوئی گلشن راز سے دو بیت کی شرح جو ان کے ناظم محمود شبستری ہیں قدس اللہ سرہٗ العزیز۔

کلمہ ۹

الٰہ و رب

فی الفرق بین الوہیت والربُوبیّت = الوہیت اور ربوبیت
بیان فرق کے بیان میں ربوبیت خدائی = اور ربوبیت پرورش
پالنا۔ اللہ۔ خدا۔ اور رب پروردگار عام کے ۹ اور لفظ اللہ
ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کے سوا دوسرے پر اس کا اطلاق نہ اور نہیں
ثمن ورب عام ہے مثلاً رجسم کے جیسا کہ کہتے ہیں رب المال اور
بیت اور رسل جیسے ۔ اور اصطلاح میں اہل نحو وغیرہ کے اللہ
اسم ہے خاص ذات حق کے لئے جو تمام صفات کا اور اسماء و
ل کا جامع ہووے۔ پس حق سبحانہ کو الوہیت کے مرتبہ کے اعتبار
یعنے تمام اسماء وصفات کی جامعیت اسم جامع کو اللہ کہتے
جیسا کہ تعریف میں اسم جامع اللہ کے لکھتے ہیں ۔ اللہ و
علیم ذات واجب الوجود المتجمع لجمیع صفات کمال
ہیں یعنے اللہ نام ہے خاص اس کی ذات کے لئے جو خود بخود موجود ہو
م صفات کامل کا جامع ہووے۔ اور صوفیا کی اصطلاح میں
ات حق سبحانہٗ کو مع صفات حقیقتہ محضہ وصفات ذاتیہ
ات افعالیہ وصفات انفعالیہ جو معلومات حق
ہیات خلق ہیں تفصیلاً اور تمیزاً مرتبہ الوہیت کہتے ہیں۔

الوہیت کے معنے اولی اور معنے ثانی کے درمیان اتنا کچھ فرق نہیں ہے اور خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ جو معنے میں اللہ کے فرمائے ہیں "اللہ عبارت عن الھویۃ" (ترجمہ اللہ مراد ہے مرتبہ وحدت و لاہوت سے) جیسے کہ اس کی تفصیل تحریر میں آئے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور لیکن مشہور معنی اس جامع اللہ کے وہی ہیں جو اس ورق میں مرقوم ہوئے۔ اور حضرت شیخ عبدالکریم الجیلی قدس سرہ نے معنے الوہیت و ربوبیت کے رسالہ انسانِ کامل میں ایسے لکھتے ہیں کہ "الالوھیت تقتضی فناء العالم فی عین بقائہ و بقاء العالم فی عین فنائہ یعنے مرتبہ الوہیت اقتضا کرتا ہے (یہ چاہتا ہے) فنائے عالم کو عین بقائے عالم میں اور نیز چاہتا ہے بقائے عالم کو عین فنائے عالم میں فمن حیث تجلی الالوھیت لیس الا الحق وصورۃ الخلق۔ ترجمہ:۔ پس جہاں تجلی الوہیت کی نہیں ہے مگر حق یعنی حق ہی ہے اور صورت خلق کی۔ پس الوہیت کی تجلی کے اعتبار سے نہیں مگر حق اور اس کے ظہور کی صورتِ خلق۔ و لیس الا الخلق ومعناہ الحق (یعنی) اور نہیں ہے مگر خلق اور باطنی معنے اس کے حق و ربوبیت التقلب لبقاالعالم لظہور اسماءالحق و اوصافہ۔ اور ربوبیت طلب کرتی ہے بقائے عالم کو ظہور اسمائے حق اور اس کے اوصاف کے سبب سے فمن حیث تجلی الربوبیتہ خلق وحق لوجود الخلق و وجود الحق

ترجمہ: پس جہاں تجلی کی ربوبیت خلق اور حق ہیں وجود خلق اور وجود حق سے پس مرتبہ ربوبیت تجلی اور ظہور کے اعتبار سے خارج میں خلق ہے وجود خلق سے اور حق ہے وجود حق سے۔ یہہ نقل کیا کتاب انسان کامل سے۔

کلمۂ قول واقوال

ایک کامل جو فرماتے ہیں۔ انا اقل من ربی بسنتین میں اپنے پروردگار سے دو سال کمتر ہوں۔ دو سال سے مراد۔ وجوب وجود۔ اور قدس، قدم ہوگا یعنی حق سبحانہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے اور اپنی موجودیت میں امر بابد کا محتاج نہیں ہے۔ اور اسی معنے سے حق سبحانہ تعالیٰ کو واجب الوجود کہتے ہیں اور خدائی کے معنے بھی یہی ہیں یعنے خود آئندہ (خود آنے والا) یعنے خود بخود موجود ہونے والا۔ حاصل یہہ کہ میں جو عبد ہوں بخود موجود نہیں ہوں بلکہ حق کے حقیقی وجود سے موجود ہوں کہ وجود تا قیہ وقیام تا بہ یعنی ہمارا وجود اور قیام اسی سے ہے۔ پس حق سبحانہٗ کی صفت ذاتیہ واجب الوجود ہے اور حقیقی صفت میری امکان ہے

عین ممکن بہ پیش چشم شہود نیست فی حد ذاتہ موجود

چشم شہود و مشاہدہ کی آنکھ یعنے اہل شہود و اہل کشف کے نزدیک

عین ممکن اپنی ذات کی حیثیت سے موجود نہیں ہے (عین ممکن اپنی ذات سے آپ موجود نہیں ہے) اور اس کا اسم واجب اور میرا نام ممکن اور مراد دو سال سے قدم ہووے یعنی حق تعالیٰ کی صفت حقیقت قدم ہے اور عبد کی صفت ذاتی حدوث یعنی بنا پیدا ہونا ہے۔

سوال:۔ اگر کہے کہ ذاتِ ممکن ذاتِ واجب کی طرح ازل سے اور بے جعل جاعل (بنانے والے کے بنائے بغیر) ہووے اگرچہ عالم شہادت میں حادث ہوئے ؎

تو کز علمی قدیم جستی چناں بود   دگر حادث برآوردی سماں بود

تو جو علم قدم کو تلاش کرے وہ ایسا ہے   اور اگر حادث کو نکال دے تو وہی رہے

آیۂ کریمہ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ۔ خلائق کے حقائق قدیم ہونے اور ممکنات کی ماہیات پر گویا ہے۔

جواب:۔ میں کہتا ہوں ہاں اگرچہ ذات واجب تعالیٰ اور ذات ممکن ہر دو عالم غیب میں باہم اور بے جعل جاعل ہیں۔ لیکن تقدیم رتبی تقدم کا رتبہ خاص ذات واجب تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور تاخیر رتبی یعنی تاخیر کا رتبہ خاص ذات ممکن کے لئے ہے اس بناء پر صفتِ قدیم مخصوص واجب تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے کہ کوئی قدم اس کی ذات کی قدامت کو نہ پہونچے پس اگر انسان کامل کہے کہ میں دو سال (یعنے دو صفت جو

واجب وجود اور قدیم قدم ہوئے) حق سبحانہ تعالیٰ سے کمتر ہوں
اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

کلمہ ثبوتِ علم

فی بیان ھذا البیت۔ اس بیت کے بیان میں ۵

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال   کہ من از خدا پیش بودم دو سال

جانئے کہ یہ مشہور بیت سابق میں مذکورہ مقولہ سے زیادہ مشکل
ہوئے۔ لیکن مقدور کے موافق اس کم ذہن کے قلب میں جو ہو
گزرے ان سطور میں ارقام ہوتا ہے جانئے کہ مرتبہ احدیت (اور
غیب ہویت منقطع الارشادات و مجہول النعت ولا تعین
اور بطون کا باطن اور مطلق کا مطلق اور غیب الغیب اور
وراء الوراء ہے۔ اور تمام نسب اور نسبتوں اور مثالین اور اعتبارات
سے بالذات منزہ اور معرا و مقدس و مبرا ہے نہ کسی گفتگو اور
جستجو (تلاش) کو اس میں گنجائش اور نہ کوئی صاحب کمال لیجئے
نبی اور ولی کو اس سے شم اور خیالش اور اگرچہ فی نفس الامر (لیجئے
واقعیت میں) منشاء کل ہے لیکن قطع نظر توجہ سے عالم ظہور
اور تنزل معنوی میں اس سے خموشی ہوئے لیکن حکمات کی ذاتی
اور اشیاء کی حقیقتیں مرتبہ وحدت میں جو تعین اول ہے۔ فقط

اندماج (دخول) رکھتے ہیں اگرچہ تمیز علمی و عینی حق سے اور
اپنے یک دوسرے سے تحقیق پائی نہ تھی جیسے کہ مولوی جامی قدس
سرہ نے فرمایا ہے ؎

بود اعیانِ جہاں بے چند و چون — ز امتیاز علمی و عینی مصون
عالم کے اعیان حکمات چند و چوں تھے — علم و عینی امتیاز سے محفوظ تھا

نی بلوح علم شان نقش ثبوت — نے ز فیض خوان ہستی خوردہ قوت
صفحۂ علم پر ان کے ثبوت کا کوئی نقش — نہ ہستی کے دستر خوان کے فیض سے غذا اٹھائے ہوئے

نی ز حق ممتاز و نی از یکدگر — غرقہ در دریائے وحدت سربسر
نہ حق سے امتیاز پائے اور آپس ایک دوسرے سے — دریائے وحدت میں سراسر غرق ہے

اسی معنے میں بھی لسلسلۃ الذھب میں فرماتے ہیں۔

بود اعیان با اسماء صفات — مندرج در نخست رتبہ ذات
اعیان اسماء و صفات کے ساتھ پہلے ہی — رتبہ ذات میں مندرج (آمیز) تھے

وحدتِ صرف و ہستی سا ذج — بود این با ہمہ در و مندرج
صرف وحدت اور سادہ ہستی — یہ تمام اس میں لپٹے ہوئے تھے

اور مرتبۂ واحدیت میں جو تعین ثانی ہے — حق سے اور ایک دوسرے سے تمیز علمی پائی

حقائق الاشیاء یعنے اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں مرتبۂ علم میں جیسا
کہ سابقہ تین بیت کے بعد فرماتے ہیں ؎

ناگہان در جنبش آمد بحر جود — جملہ را در خود ز خود با خود نمود
یکایک حرکت میں آیا دریائے جود سخا — تمام کو اپنے میں اپنے سے اپنے ساتھ نمود دیا

پس دو سال سے مراد مرتبہ وحدت اور واحدیت ہے۔ اور خدا کنایہ ہے۔ مرتبہ الہیت سے وہ مراد ہے دو قوس سے اور ایک برزخ ہوئے۔ ایک قوس وجوب یعنے حقائق اور اسمائے کلی الہی۔ دوسرا قوس امکانی یعنے حقائق و اسمائے کیانی کلی۔ جو ہر دو کو صفات افعالی اور صفات انفعالی بھی نام رکھے ہیں اور ان دونوں کے درمیان برزخ حقیقت انسانی یعنے سبع صفات ذاتی ہے جو ان کو امہات بھی کہتے ہیں۔

حاصل کلام یہہ ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ میں یعنی ذات و حقیقت میری عالم غیب میں مرتبہ الہی سے پہلے ہے۔ جو مرتبہ وحدت میں مندرج یعنی لپٹی ہوئی تھی اور مرتبہ وحدت میں مندمج (ملی ہوئی) تھی اور مرتبہ احدیت اور غیب ہویت میں زندانی تھی۔ اندراج۔ اندماج و استغیان میں فرق نہایت دقیق ہے پس سمجھو اس کو اور غور کرو۔

کلمہ ۱۲ ظہور اسم وحق

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے کتاب اسماء الاسرار میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی میں فرمائے ہیں کہ اللہ

مصدر موجودات (مصدر بمعنے جائے ورود اور جائے بازگشت)
اور اضداد کا مصدر ہے مبتداء اور منتہا یہ دونوں دلالت کرتے ہیں
(انہ ھو یبدی و یعید) یعنی اپنے سے آپ پیدا کرے
اور اپنے میں بازگردانی کرے۔ اجمال سے تفصیل میں لائے اور پھر اجمال
میں لوٹائے جانتے اس معنے کے متعلق علماً بھی اسم اللہ کی تعریف
ایسی فرماتے ہیں کہ "اللہ" وہ علم ہے (یعنی علم و اسم جامد سے معرفہ
ہے جو کسی شخص یا شئے معین کا نام ہو۔ جامد وہ اسم ہے جو نہ کسی کلمہ سے
بنائے اور نہ اس سے کوئی کلمہ بنے) ذات واجب الوجود کے لئے جو
جمع کرنے والا تمام صفات کمال کا ہے۔ پس اس معنے میں صفات
حق بھی اسی ذات کے ساتھ ملحوظ رہیں۔

دوسرے معنی حضرت بندہ نواز قدس سرہ سے اللہ عبادت
ہے ھوویت سے پرے (ھوویت ۔مرتبہ وحدت لاہوت ذات باری)
جانئے کہ اللہ اسم ذاتی ہے نہ اسم صفاتی۔ اگرچہ کہ ذات تمام
صفات وکمالات کا جامع ہوئے اور صفات کبھی ذات سے
منفک (جدا) نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن علم میں یعنے اسم ذات وصفات
ملحوظ نہیں ہیں۔ جیسا کہ "زید" تعین وتشخص ذاتی ایک مرد ہے
اور وہ اس کی ذات سے مخصوص ہے۔ اگرچہ زید کی ذات تمام صفات
وکمالات پہ یعنے حیات وعلم وارادات وقدرت وسمع وبصر وکلام
اور نقاشی اور کاتبی ومصوری ولوہاری ودرزی دستاری عمارت سازی

اور تجاری اور مثل اس کے موصوف ہے۔ لیکن اسم زید ذات زید کے لئے موضوع ہے فقط نہ اس کے مذکورہ صفات کی وجہ سے پس معلوم ہوا کہ اللہ عَلَم یعنے اسم ذاتی ہے خاص حق سبحانہٗ تعالیٰ کا نہ اسم صفاتی اور افعالی قول قدس سرہ کا الرحمٰن الرحیم یہہ مشتق ہیں رحمت سے معنے میں العفو والعطف انتھیٰ یعنی رحمٰن و رحیم ہر دو اسم مشتق ہیں رحمت سے معنے میں مہربانی اور بخشائش کے الرحمٰن بالتوقی۔ توبی تحت میں کسی سے دوستی رکھنا اور کسی دوسرے کے کام کے لئے خود آمادہ ہونا ہووے۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوست رکھ کر پیدا کیا اور ان کے کام کے لئے یعنی ان کے دنیا و آخرت کے امور کے لئے آمادہ ہوا۔

گویا کہ یہ دوست رکھنا اور ان کے کاموں کا متولی ہونا اپنا اسمائہ کمالات کے ظہور کا باعث اور دوسری حکمتیں اور مصلحتیں جو وہ تعالیٰ جانتا ہے ہوا کریں گے الرحیم بالتسلی۔ رحم تسلی کے لئے اور یہاں تسلی یہ ہے جو خود فرمایا اللہ لطیف بعبادہ اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر لا تقنطو من رحمت اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا اللہ کی رحمت سے ناامید مت رہو تحقیق اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کو سبقت رحمتی علی غضبی (اور سبقت کرتی ہے میری رحمت میرے غضب پر) دایضا فی الحدیث القدسی انا عند ظن عبدی بی فلیظن کیف

لیشاء (میں اپنے بندے کے ظن کے قرب ہوں وہ میرے لئے گمان کرتا
ہے جیسے وہ چاہے۔
وایضاً حدیث من علم ان لہ ربًا ذاقدرۃ
علی مغفرۃ الذنوب غفرت لہ ولا اُبالی وفی
روایۃ غفرت لہ وان لم تستغفر ولا یعنی منع
الایمان شئی ومن قال لا الٰہ الا اللہ دخل
الجنۃ ۔ والکریم ۔ اذا وعد وفا یا مثال الہ
اور اس جیسے جو تمام دلالت کرتے ہیں مومنوں کی تسلی اور تشفی پر رکھتے
ہیں۔
الرحمٰن بالتجلی یعنے ظہور حق کے اعتبارات سے ممکنات
کی صورت میں جو رحمت عام ہوئے اس کو رحمٰن کہتے ہیں۔
والرحیم بالتخلی ۔ اس حیثیت سے کہ خالی بنایا حق تعالیٰ
کا اپنے خاص بندوں کے اسرار و ابصار کو اپنے ماسواء کے وجود موہوم
جاننے اور دیکھنے سے جو رحمت خاص ہی ہے اس کو رحیم جانتے ہیں۔
الرحمٰن بالتخلی ۔ خصوصاً خلائق کو زیور بنانے کا اعتبار
یعنے ان کے ظاہر کو آراستہ کرنا اس سے مراد ہے ترکیب و ترتیب
اور موافق بنانا قلوب اور اجسام اور تصویر اور شکل وصور قوتوں
کو ان کے جو ہیں اس کو رحمٰن کہتے ہیں۔
والرحیم بالتحلی ۔ دلی نعمت میں سخت نزدیک

ہوتا ہے۔ (نہایت نزدیک ہونا) یعنی جبکہ باری تعالیٰ خصوصاً عارفانِ آگاہ کو شغلِ ماسوا سے باز رکھنے اور کمال لطف اور عنایت کے ساتھ بارگاہِ قرب اور اپنے حضور میں لیوئے اس کو رحم نام رکھتے ہیں۔ ع

قربِ عشق و وحی جو بند این کرام
یہ بزرگوار عشق اور وحی کی قربیت تلاش کرتے ہیں

الرحمٰن بالتشکل جسم عنصری کی کثیف مادی ہیئت کی تشبیہ و تشکل کے اعتبار سے اس کو رحمٰن کہیں۔

والرحیم بالمثل۔ تجلی و ملبوس بلباس اور صورت جسد لطیف مثالی و روحانی حیثیت سے اس کو رحیم جانیے۔

الرحمٰن بالقربت = رحمٰن قربیت کے ساتھ۔ یعنی زیادہ قریب اور قریب سے قریب تر ہونا باری تعالیٰ کا اپنے بندوں سے جو اذا سالک عبادی عنی فانی قریب

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔

ونحن اقرب الیہ منکم اور مثل اس کے اس کا بیان کرتا ہے اس قربیت کے اعتبار سے وہ رحمٰن ہے ؎

قربِ حق و رزق بر خلق است عام
حق کا قرب اور رزق خلق پر عام ہے

والرحیم بالوحدت۔ تعلیم اور تفہیم کی حیثیت سے

مثل وحدت وجودی علم الیقین کے ساتھ با اتیاد اعطاء (دنیا اور عطا کرنا)
مرتبہ وحدت شہودی عین الیقین کے ساتھ رحیم ہوئے ۔

الرحمٰن بالایصال ۔ یعنی پہونچانیکا اعتبار متحدوں کو
مرتبہ کمال ظاہری پر مثلاً نطفہ سے علقہ کو اور علقہ سے مضغہ کو اور
مضغہ سے عظام ہڈیوں کو اور عظام سے لباس لحم کو اور بعد اس کے پھونکے
اپنی روح کو اور اس سے طفلی کو اور طفلی سے کودکی اور اس سے عقل بلوغ
اور جوانی اور اس سے کھلی پیر ادھیڑ پن) اور اس سے پیری (بڑھاپا) کو
الیٰ ماشاء اللہ رحمٰن ہے ۔

والرحیم بالاتصال ۔ اور رحیم اتصال کے ساتھ کہ الا
تحاد حال لا یعبر ملبسات المقال اتحاد وہ حال ہے
زبان گویا سے اس کی تعبیر بیان نہیں ہوتی یعنی زبان مرشد کے بیان
یہ ہے ؎

اتصالی بے تکلیف بے قیاس	ہست رب الناس را با جان ناس
اتصال چگونگی اور قیاس و اندازہ سے باہر ہے	انسان کے رب کو انسان کی جان کے ساتھ اتصال ہے

اس سے اشارہ ہے اور لغت میں اتصال پیوستن یعنی ملنا ہوئے ۔
اور یہاں مراد انفصال دہندہ از غیر خود یعنی جدائی دینے والا اپنے
غیر سے اور اتصال بخشنے والا اپنے میں ہووے اصطلاحی رو سے ؎

وصال اینجا بیک رفع خیال است	جو غیر از پیش برخیزد وصال است
وصال یہاں مرتبہ ہی کہ ایک خیال کو اٹھانا ہے	جب غیر اپنے سامنے (یعنی اپنے خیال سے)

ہٹ جائے وہی وصال ہے۔ خواہ علم کی رُو سے خواہ حال کی رو سے فنا تی و تحمل ۔ پس غور کریں اور عمل کریں۔

۱۳ کلمہ شراب سُلوک

در معنے بیت لسانی روز واحد بے انباز خواجہ حافظ شیراز قدس سرہٗ روز دار زبان وہ یکتا جس کا کوئی ثانی نہیں یعنے خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہٗ کی بیت کے معنے میں ۔

نگو یمت کہ ہمہ سال می پرستی کُن   سہ ماہ می خور و نہ ماہ پارسا می باش

ترجمہ: میں تجھ سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ سال بھر شراب نوشی کیا کر   تین ماہ شراب پی اور نو ماہ پارسا بنے رہ

جانئے کہ شراب خواری مستی و سرشاری کا باعث ہے اور پارسائی ہوشیاری و خبرداری سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس مقام پر تین ماہ شراب خواری سے کنایہ تین فنا حاصل کرنا ہوئے۔ فنافی الشیخ[۱]۔ فنا فی الرسول[۲]۔ فنا فی اللہ[۳] علمی و حالی رُو سے اور نو ماہ سے اشارہ ہے نو لطیفوں سے تین مرتبہ داخلی شیخ اور تین مرتبہ داخلی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تین مرتبہ داخلی حق سبحانہٗ تعالیٰ اور پارسا بنا اس سے مراد حفظ مراتب ہے۔ اثبات وحدت الوجود کے باوجود جو محققین کا دستور ہے۔ یعنے میں نہیں کہتا ہوں کہ تو تمام سال یعنی تمام عمر محویت فنا میں فقط صرف کر بلکہ اول فنا کو جو تین مرتبہ سے

زیادہ نہیں ہے علماً یا حالاً حاصل کر اس لئے کہ ؎

ہیچ کس را تا نگردد او فنا   نیست رہ در بارگاہ کبریا

(خواہ کوئی شخص بھی جب تک وہ فنا نہ ہو بارگاہ کبریا میں

پہونچنے کے لئے اس کو راستہ نہیں ہے)

اس کے بعد مرتبہ لقا باللہ جو محو کے بعد صحو یعنی گم و مستی کے بعد ہوشیاری ہے فائز ہو کر اس کے نتیجہ وہ ثمر کو پہنچ ولطون کے بہر مکنون (خفیہ راز) کو جیسے کہ چاہئے پائے اور حفظ مراتب کو یعنی خلق کو داخل حق اور حق کو داخل بلکہ درمیان ذات حق کے (جو صرف وجود اور ہستی محبت ہے) اور درمیان ذوات ممکنات کے (جو لا موجود اور لا معدوم ہر دو وصل) باوجود اس کے کہ حق کے جملہ مراتب داخلی حق سے ہیں غیریت حقیقی اور عینیت مجازی جان عینیت مجازی اور وہ عینیت حقیقی لغوی اور غیریت مجازی اس کے اور اس کے درمیان توحید وجودی کے باوجود اپنے ذاتی عبدیت کے مرتبہ کو ثابت رکھ کر معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول رہ۔ مقید اور مطلق (دونوں حیثیت سے) جو پارسائی اور پرہیزگاری بھی یہی ہے۔ اور صحو اور ہوشیاری سے تعلق رکھنے نہ مستی و بے خودی سرشاری سے واللہ الموفق واللہ توفیق دے۔

کلمۂ علمی حق

مثنوی شریف کے ایک بیت کے (جو مشہور و معروف ہے) معنے این

علم حق در علمِ صوفی گم شود — این سخن کَی باور مردم شود

حق تعالیٰ کا علم صوفی کے علم میں گم ہوجائے — اس بات کا لوگوں کو یقین کب آئے

جاننے کہ علم حق سے مراد ترکیب اضافی کے اعتبار سے علم شریعت ہووے اس لئے کہ ملت بیضا (روشن مذہب) کا بنانے والا اور بہترین شریعت کا جاری کرنے والا حقیقت میں مولیٰ تعالیٰ ہے۔ یا علم حق علم شریعت ہووے ترکیب توصیفی حیثیت سے درست اور صحیح کے معنے میں جو ضد ہے باطل کا (جو جھوٹ اور بے اصل ہے) "الاسلام حق" والکفر باطل (اسلام حق اور سچ اور کفر جھوٹ ہے دلیل یہ ہے کہ یہ علم یعنے علم شریعت جو مذکور ہوا۔ غیر و غیریت کثرت دوئی اور ہمہ از دوست کو لازم قرار دیتا ہے یعنے اثبات وجود دو وجود سے کرتا ہے ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود سے

ما حصلش وحدت مقید دان — اس کا حاصل وحدت مقید جان

اگرچہ علم حقیقت بھی بے شک و شبہہ — اور علم صوفی سے مراد علم حقیقت ہووے

علم عالم الغیب والشہادت ہی ہے مذکورہ معنوں کے ساتھ لیکن صوفی سے اس کی نسبت اس لئے کی گئی ہے کہ وہ نہایت گہری محبت

اور اشتیاق اور نہایت کوشاں اور اسی تصور میں غرق ہو کر اس کے تحصیل اور تکمیل اور تحقیق اور نکتہ رسی میں اپنی توجہ کو مصروف رکھ کر جب تک زندہ رہے تعلیم اور تلقین طالبوں کی کرتا رہے۔ اور علم شریعت اور اس پر عمل دل وجان سے تابع مجتہدان الشکر اللہ سعیہم بنا رہے اور یہ علم یعنی علم حقیقت جو تحریر میں آیا ہے وحدت و یگانگی وعینیت اور ہمہ اوست کا مقتضی رہے یعنے ایک وجود کا اثبات دو ذات میں کرے یا اثبات دو موجود کرتا ہے ایک وجود سے ؎

وحدت مطلقہ است حاصل آں

اس کا حصل وحدت مطلقہ جانے

پس فرماتے ہیں کہ علم حق یعنی علم شریعت جو غیریت و بیگانگی کا مقتضی ہے صوفی کے علم میں (یعنے علم حقیقت جو کہ وحدت و یگانگی کو لازم قرار دیتا ہے گم ہووے یعنے چاہیئے کہ مغلوب و مستغرق ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک مرتبۂ وحدت وجودی یا توحید شہودی پر فائز ہووے۔ یعنے اینک وہ علم بیگانگی جس کو فرق کہتے ہیں غالب تھا اور علم یگانگی جس کو جمع کہتے ہیں مغلوب و الحال چاہیئے کہ راہِ مولیٰ کے سالک جہد کامل اور مرغوب کوشش کے ساتھ دعویٰ کرے کہ علم بیگانگی گم ہو یعنی مغلوب ہو جائے اور علم یگانگی غالب رہے تاکہ مرتبۂ جمع حاصل آوے اور بعد اس کے مقام جمع الجمع پر پہونچے جو اوس سے اعلیٰ ہے پس فہم کریں اور اجمال و توصل میں غور کریں۔

فرق چہ بود عین غیر انگاشتن
جمع غیرش را علام بندر شتن

فرق کیا ہے عین کو غیر سمجھنا
جمع وہ ہے کہ اس کے غیر کو علام جاننا

صاحب تقلید اہل فرق دان
کو ندید از حق دریں عالم نشان

اہل فرق کو صاحب تقلید جان
کیونکہ وہ نہیں دیکھا ہے حق تعالیٰ کی کوئی نشانی اس عالم میں

ہر کہ گوید نیست کلی ہیچ غیر
در یقین او ہست مسجد عین دیر

جو شخص یہ کہے کل کوئی غیر نہیں ہے
اسکے یقین میں مسجد عین دیر (اور دیر عین مسجد ہے)

صاحب جمع است پیشش نیست فرق
جان او در بحر وحدت گشتہ غرق

جو صاحب جمع ہیں اسکے پاس کوئی فرق نہیں ہے
ان کی روح بحر وحدت میں غرق ہو گئی ہے

جمع جمع است آنکہ بیند حق عیان
در مرایائے ہمہ فاش و نہان

جمع الجمع وہ ہے کہ حق کو عیاں دیکھے
تمام آئینوں میں ظاہر اور باطن

صاحب ایں مرتبہ کامل بود
زانکہ ایں آں ہر دو را شامل بود

اس مرتبہ کے رکھنے والے کامل ہوویں
اسلئے کہ یہ اور وہ افرق و جمع دونوں کے شامل ہووے

اور اسی معنے میں مولف کی ہے۔

غزل

جمع سنگ و فرق در رنگ زجاج
پتھر اور شیشہ کے رنگ میں جمع اور فرق کرنا

تو چہ دانی یا اخی اے ذو الحاج
اس تفصیل کو تو کیا جانے اے حجت طلب کرنے والے

جمع۔ جمع آمد صراط مستقیم

جمع۔ جمع یہہ صراطِ مستقیم ہے

وان یکے بے دیگرے باز عوجاج

اُن سے ایک بجز دوسرے کے ٹیڑھی راہ ہے

شہرزہ شیر بیشہ وحدت بود

وحدت کے صحرا شیر شہر زندہ ہوئے

عارف و نہ دون حق پیش نہ جاج

عارف وہ ہے جس کے آگے سوا حق کے سب شیشہ و کانچ ہے

مردہ دل را زندہ سازد صحبتش

اس کی صحبت مردہ دل کو زندہ بنائے

جوزہ از بیضہ برون آرد وجاج

جیسے کہ مرغ بیضہ (انڈا سے) جوزہ کو نکالے

تا نگردد سقمت از صحت بدل

جب تک تیری بیماری صحت سے بدل نہ ہو

عذب را کئی باز یابی از اجاج

خوشگوار لذت کب پاوے تو تلخ ذائقہ سے

کئی کنی نظارہ شہرستان دل

دل کے شہرستان کا نظارہ تو کب کر سکے

از ہوا انگیختی گرد عجاج

ہوا و ہوس کے گرد و غبار اس کے اطراف تو نے اٹھوالیا ہے

ہین میرا راز خودبخود دیگر مگر در

جہدکرزکال اپنے سے آپ دوسرے کا دست گرمت ہین

بجوۂ بستان ددھال ستشیر و حجاج

جتنے لستان وددھان سے دودھ اور اس کا لعاب

اقرب طرق است مسلک شاہ میر

سب سے قریب کا راستہ ہے طریقہ شاہ میر کا

تش آمدہ گرچہ لا تحصیٰ فجاج

انکے طرف آیا ہے اگرچہ توان دوستوں کو شمار نہیں کر سکتاہے

گوکما لا بہر ایفا خط بنام

کہدے لے کمال نیندوں کے بیدار کرنے کے لئے

گرچہ کشفت نیست بہ غیر احتجاج

اگرچہ کہ تیرے انکشافات غیروں کے لئے حجت نہ ہو

کلمہ ۱۵ راز عشق

(ابیات)

درمیان معنے ابیات ترہت الارواح

ترہت الارواح کے ابیات کے بیان میں

عشق را بو حنیفہ درس نگفت
عشق کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ درس نہیں فرمائے
شافعی را از وروایت نیست
حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے کوئی روایت نہیں ہے
حنبلی از ہر عشق بے خبر است
حضرت امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ اس عشق سے بے خبر ہیں
مالکی را درو درایت نیست
حضرت امام مالکی رحمتہ اللہ علیہ کو اس میں کوئی سمجھ نہیں ہے
عشق را بو حنیفہ درس نہ گفت
عشق کو حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ درس نہیں فرمائے

یعنے اس کی تعلیم نہیں دیئے درس فرمانے سے مراد ظاہر کرنا ہے یعنے ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ عشق کو ظاہر اور بیان نہیں فرمائے اس لئے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے

من عشق وکتم وعف ومات فھو شھید
یعنے کہ عاشق ہوا اور عشق کو پوشیدہ رکھا اور پرہیزگاری کی اور مرگیا پس وہ شہید ہے۔

یہہ نہیں کہ وہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ کے عشق و محبت سے خالی تھے حاشا ثم حاشا یہہ ہرگز نہیں پناہ خدا بلکہ حوصلہ فراخ رکھتے تھے کہ اتنا کہ عشق کی پوشیدگی اس سے

واقع ہوئی۔ جیسا کہ حکایتِ منصور اور اس کی بہن قدس سرہ کی مشہور اور معروف ہے مذکور مدعا پر دلیل قاطع اور حجت بلند اور روشن ہے ؎

حافظا طریقِ رندی از محتسب بیاموز | مست است در حق او کس این گمان ندارد

اے حافظ تو رندانہ طریق منصف سے سیکھ | وہ خود شراب سے مست ہے

اس کے حق میں کوئی یہ گمان نہیں کر رہا ہے | یعنے وہ اپنے متوالاپن کو ظاہر ہونے نہیں دے رہا ہے

مردان رہِ عشق میل بہ ہستی نکنند | خود بین و خویش پرستی نہ کنند

راہِ توحید۔ یعنی راہ عشق کے مرد اپنی ہستی کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں یعنی خود بینی اور خود ستائی (اپنی تعریف آپ ہی کر لینا) نہیں کرتے ہیں ؎

آن دم کہ شراب شوق گیرند بکف | خمخانہ تہی کنند و مستی نکنند

جس وقت کہ وہ شراب شوق (یعنی شراب عشق کو ہاتھ میں لے لیتے (مقام عشق میں آجاتے ہیں) کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں تو شراب خانہ خالی کر دیتے ہیں مستی یعنی نشے کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

شافعی از و روایت نیست۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ روایت کرنے سے مراد ظاہر اور آشکارا کرنا ہے پس جو چیز کہ مخفی رکھنا اوس کا نیک اور مناسب ہے۔ درس کہنا یعنی ظاہر کرنا اور بیان کرنا اس کا زبون اور برا ہوگا مگر حالتِ سکر اور غلبۂ استغراق میں کہ ان اللہ لا یواخذ العشاق بما صدر منھم (تحقیق اللہ تعالیٰ عاشقوں سے جو صادر ہوتا ہے (یعنی غلطی) اس کا مواخذہ نہیں کرتا ہے۔

ہرچہ از دیوانہ آید در وجود — عفو فرمایند از دیوانہ زود

جو کچھ غلطی دیوانہ سے ظاہر ہوتی ہے — اس دیوانہ سے وہ غلطی کو فوراً معاف کردیتے ہیں

اور باوجود اس کے مشفقانہ خطاب اور کریمانہ عنایت سے اس کو سرفراز فرماتا ہے ۔

خوردی می ما از جام لیلیٰ — خواندی ما را بنام لیلیٰ

جو شراب کہ تو نے پی ہے وہ ہماری اور پیالہ لیلیٰ کا — جو لیلیٰ کے نام سے پکارا ہے

وہ ہم ہی کو پکارا ہے ۔ پس ختم کریں ۔

حنبلی از سر عشق بے خبر است

حضرت امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ عشق کے راز سے بے خبر ہیں یعنی حضرت امام احمد حنبل قدس سرہ ہمیشہ سے حق تعالیٰ عز وجل کے سوائے عشق میں ہمیشہ مست اور بے خبر اپنے اور اپنے غیر سے رہے ہیں ۔

نہ تو میں رہا نہ تو تو رہا جو رہی سو بے خبری رہی

مالکی را درروایت نیست ۔ حضرت امام مالک قدس سرہ کو اس میں سمجھ نہیں ہے ۔ درایت ۔ لغت میں دانائی ہے ۔

جو عشق آمد از عقل دیگر گوی — کہ در دست چوگان اسیرست گوی

جب عشق داخل ہو تو عقل کی باتوں سے کچھ کہہ سکے — جیسا کہ چوگان کے قبضہ میں گیند اسیر ہے

اس کو جیسا چاہے اور جدھر چاہے اڑا سکتا ہے اور گیند اوس سے بے خبر ہے ۔ پس عشق و محبت میں عقل و دانش کا درآمد نہ ہو ۔

اگر تو کہے کہ عقل و دانائی فہم و سمجھ و اجتہاد (غور و فکر) و توجہ دلی کے

قطع نظر دین اسلام کے قواعد و احکام میں یہ بات پیدا کرنا عقائد و فقہ کے مسائل سے استخراج کر کے اور کلام ذو الجلال و الاکرام اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ضمن سے کیوں درست ہوئے۔

میں کہتا ہوں، یہ لوگ یعنی مجتہدان شکر اللہ علیہم علم و تدبیر کی استواری و کفایت اور ملت بیضا کے اوامر کو رواج دینا اور شریعت آدمی کے احکام کو جاری کرنے میں درجہ کامل مرتبۂ اتم رکھتے تھے۔ لیکن مسئلہ عشق و محبت کو اپنانے میں درایت و روایت سے فارغ رہتے تھے ؎

بوالعجب سورتست سوا عشق | چار مصحف درو ایک آیت نیست
سورۂ عشق ایک عجیب سورت ہے | چار مصحف بھی اسکے مقابل میں ایک آیت کی مقدار نہیں ہیں

یہ کیا بات ہے کہ ایک آیت بلکہ چاروں مصحف اس میں یعنی بیان عشق میں ہے یا اس کے معنی یہ ہو دیں کہ یہ عشق کا سورہ عجیب طویل و عظیم ہے کہ چاروں مصحف اس میں ایک آیت کے مقدار میں بھی نہیں ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

ہم جو اگر تحریر شدہ ابیات سے مذکورہ معنی کے خلاف مراد نہیں اور کہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ واحمد رضی اللہ عنہم خدائے عز و جل کے عشق و محبت سے خالی تھیں تو ان ہدایت مآب مجتہدین کی جانب میں بے ادبی و گستاخی ہے اور عیب و نقص ان کے تابعین

میں بھی جو کہ نہایت وکمال والے اور امت کے خاص افراد میں سے ہیں عائد ہو ئے ۔

نعوذ باللہ من ھذ الاعتقاد الفاسد والزعم انکاسد ۔

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ایسے فاسد عقیدت اور کھوٹے قول وگمان سے ۔

۱۷ کلمہ مزج البحرین (سنگم)

روشن ضمیر آئینہ صفت صافی دلوں، روشن نفس وسخن فہموں معنی تک پہونچنے والوں پہ پوشیدہ نہ رہے کہ ایک وقت میں اس عاجز وقاصر کے قلب میں مختصر نکتہ مبارک ولطف معنی متحسن موزوں کے ساتھ بطور واردات خطرہ پیدا ہوا ۔ جب غور وگہرائی کے ساتھ ملاحظہ کیا (بمصداق خیر الکلام ما قل ودل ولو یمل)

بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور تدلیل ہو ۔ اور اگر لکھا ہوا نہ ہو ۔ تمام جوامع الکلم سے تصور کیا نہیں جاتا ہے ۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند — ہر چہ استاد ازل گفت بگو می گویم

آئینہ کے پیچھے طوطی کے مانند مجھے رکھے ہوئے ہیں — جو کچھ استاد ازل نے کہا کہ کہو وہی کہتا ہوں

اور وہ یہ ہے کہ حق ظاہر بصورت حقیقی اشیاء وہ اشیاء موجود بوجود حقیقی

حق تعالیٰ یعنے حق اشیاء کی حقیقی صورت سے ظاہر ہے۔ اور اشیاء
حق تعالیٰ کے وجود حقیقی سے موجود ہیں گویا یہ کہ کلام انتہائی صداقت
والا خبر واطلاع دینے والا تنزیہہ و تشبیہہ و عین و غیر کے مرتبے
سے اور وحدت الوجود کی تحقیق اور حقیقتوں اور ذاتوں کا ثبوت
معنیٰ و مقتضیٰ ہوئے۔ جو مرج البحرین مراد اسی سے ہے۔ اور ہمہ
از وست کا حامل ادہمہ اوست کا شامل جو ایمان شرعی اور نیلام حقیقی
اشارہ اسی پر ہے بلکہ اگر انصاف اور تمیز کو عمل میں لائے۔ اور تعصب
عیب گیری کے دائرہ سے نکل آوئے تو کہے کہ تمام مسائل عقائد کے لئے یہ کتاب
و کتاب حقائق و دقائق کے لئے انتہا کافی) ہے جو اس باب میں ہے۔
والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ جس نے اس کی اتباع
کی ہدایت پائی۔

کلمہ حق شناسی ۱۷

فی معنیٰ ہذا البیت۔ اس بیت کے معنیٰ میں

خوش گفت در بیابان زاہد دہان بیند عارف خدا نہ دارد کو نیست آفریدہ

اچھا کہا ہے کہ ایک نحو پھٹ رند جنگل میں خدا عارف نہیں رکھتا ہے کیونکہ وہ پیدا نہیں کیا ہے

جانئے کہ عارف خدا نہ دارد میں تقید لفظی واقع ہوئی ہے (تقید تقدیم و
تاخیر لفظی یعنی لفظ کو اول یا آخر استعمال کرنا) یعنی خدا عارف نہ دارد۔

خدا عارف نہیں رکھتا ہے یعنی خدائے تعالیٰ اپنے سوا اپنا عارف نہیں رکھتا ہے یعنی نہیں پیدا کیا ہے۔ لا تعریف اللہ الا اللہ۔ یعنی خدا کو نہیں پہچانتا ہے۔ سوائے خدا کے۔ نہیں پہچانتا ہے خدا کو سوا خدا کے ــــہ

عارفِ خود ست و خود معروف   واصفِ خود خواست وخود موصوف

ترجمہ:۔ اپنا عارف خود ہی ہے اور خود ہی معروف۔ عارف پہچاننے والا۔ معروف پہچانا جانے والا = اپنا واصف خود ہی ہے اور خود ہی موصوف۔ واصف تعریف کرنے والا موصوف تعریف کیا جانے والا۔

اگر کہے کہ یہ بات کچھ معنی نہیں رکھتی ہے۔ اس لئے کہ بارگاہ والا کے واصلان یعنی مولیٰ تعالیٰ کی حضوری کے عارفین اکثر من یعد دیکھی۔ تعداد اور حد سے زیادہ ہیں میں کہتا ہوں با قضائے مطلب عرفت ربی بربی میں نے پہچانا میرے رب کو میرے رب سے تمام عارفین حق کو حق سے پہچانتے ہیں نہ از خود جیسے کہ خوارشمند کے نور کو خود سے دیکھے ہیں نہ کسی دوسری چیز سے اس لئے کہ نورٌ ظاھرٌ بنفسہٖ ومظھرٌ لغیرہ نور اپنے نفس سے ظاہر ہے اور اپنے غیر کو ظاہر کرتا ہے۔ ہوئے مثنوی

آفتاب آمد دلیل آفتاب   گر دلیلت باید ازوئے رومتاب

آفتاب خود آفتاب کی دلیل ہے   اس کے ثبوت کے لئے دوسری تمثیل ہے یہی نہیں

اگر تو اس کی دلیل چاہتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہو۔ دوسرا ثبوت تلاش مت کر۔

گلشن راز ؟

زہے نادان کہ او خورشید تاباں | بنورِ شمع جوید در بیاباں
وہ عجیب نادان ہے جو چمکدار سورج کو | شمع کی روشنی سے صحرا میں تلاش کر رہا ہے

پس محقق ہوا جو کہ حقیقت میں حق تعالیٰ کو حق کی دانائی سے جانتا ہے اور اس کو اسی کی شناسائی سے پہچانتا ہے۔ بلکہ حق ہے جو اپنے کو ہر مرتبہ میں تنزیہہ اور تشبیہہ سے اپنی جانتا ہے اور خود ہی پہچانتا ہے اس مرتبہ کے اقتضائے کے مطابق نہ کوئی حق کا غیر اس لئے کہ صفات کمال کا جاننے والا وجود مطلق ہے جو کہ حق کی حقیقت ہے خواہ مرتبۂ وجود میں یا مرتبہ امکان میں۔ یہ صفات عبد سے نہیں جو بالذات عدم ہو دے اور اس کے ذاتی صفات نقصانات ان تمام سے ہیں اور جہل و نادانی پس فہم کریں۔

" دنیست آفریدہ " یعنی ایسا عارف جو حق کو ایسے پہچانتا ہے نہ حق سے یہ پیدا ہوا نہیں ہے یعنی یہ معدوم مطلق ہے۔

اور پہلا مصرعہ تو خلاصہ ہے اور شرح سے بے نیاز ہے دوسرے معنی یہہ ہیں کہ ع

عارف حزانہ دارد

خدائے تعالیٰ اپنے آپ عارف دوسرے کے جیسا نہیں ہے

یعنی دوسرے کا عارف ہونا محدود ہے) چنانچہ مثلاً عام لوگ آسمان یا دریا کو تو جانتے اور پہچانتے ہیں طاقت بشری کی مقدار پر لیکن جیسا کہ آسمان یا دریا اپنے آپ کو آپ جانتے اور پہچانتے ہیں بساطت واطلاق یعنی پھیلاو اور کشادگی وغیرہ آدمیوں سے کوئی پہچانتے نہیں ہیں ۔ ایسا ہی کوئی عارف حق کو حق کے جیسا جو کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے جانتا اور پہچانتا ہے پیدا ہوا نہیں ہے ۔ یعنی معدوم محض ہے فافہم اعلم پس فہم کرو اور سمجھو ۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم
از ہرچہ گفتہ اند شنیدیم وخواندہ ایم

اے الله العالمین تو پاک ہے بیدار تصور اندازہ
اور گمان وہم سے اور اس سے جو کچھ کہ کہے ہیں ہم سنا اور پڑھا

مجلس تمام گشت بپایاں رسید عمر
ماہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

مجلس برخواست ہوگئی اور آتہا کو پہونچی عمر
اور ہم ابھی تیری پہلی ہی وصف یعنی تعریف میں

یعنی ہم تمام عمر تیری تعریف کرتے کرتے عمر ختم ہوا ہے ابھی تیرا پہلا بھی وصف بیان کرنے میں رہ گئے ہیں ۔

۱۸

کلمہ مستقل وجود

فی الغوثیہ ۔ قال لی یا غوث اعظم لیس لصاحب العلم عندی سبیل الا بعد انکارہ (فرمایا خدائے تعالیٰ ۔ اے غوث اعظم اہل علم کے لئے میرے تک کوئی

راستہ نہیں ہے مگر اس کے انکار کے بعد) اس قاصر و کوتاہ فہم کے خاطر میں گزرتا ہے یہ کہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ علم سے مراد یہاں علم خودی ہے۔ نہ علم حق سبحانہ یعنی صاحب علم ظاہری جانتا ہے کہ میں موجود ہوں اپنے وجود سے۔ اور حق بھی موجود ہے اپنے وجود سے۔ اگرچہ حق تعالیٰ موجد یعنی میرا پیدا کرنے والا ہے لیکن مجھ کو اپنی قدرت کے کمال سے وجود بخشتا ہے۔ اپنے وجود کے سوا۔ حق موجود ہے اپنے مستقل وجود سے اور میں بھی موجود ہوں اپنے غیر مستقل وجود سے جو وجود حق کا غیر ہے نہ اس کا عین

تحقیق اس تقریر سے تصویر کی دوئی حقیقتوں کی جدائی یعنی دو وجود ثابت ہوتے ہیں۔

از تنگِ وجودِ خویش بہ تنگ آمدہ ام	یارب کرمے بعدم باز روم
اپنے وجود کے تنگی سے میں تنگ آگیا ہوں	اے رب کرم کر کہ عدم میں واپس لوٹ جاؤں
(یعنے اپنے وجود ذاتی کے وہم سے)	(تاکہ غلط فہمیوں سے نجات پا جاؤں)

رباعی

تا چند غلام کہنہ و نو باشم
کب تک نیا اور پرانا کے امتیاز کا غلام بنا ہوں
در کشمکش کنیز و بانو باشم
باندھی اور ملکہ کے کشمکش میں دکھ کر رہ جاؤں

خواهم که جاودان باغم تو
میں ایک ایسا گوشہ تنہائی چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیرے عشق کے غم میں
با دردِ درمان و سر بزانو باشم
پیرہن دامن میں لپیٹے اور سر زانو پہ رکھے رہ جاؤں
ہر جا کہ گذرم نوائے عشقت شنوم
جہاں میں گزر کروں راگ تیرے عشق ہی کی سنوں
بر خوانِ بلا صدائے عشقت شنوم
خوانِ بلا یعنی آفات کا ویلا مجموعہ اپنے تیرے عشق ہی کی صدا میں سنتا رہوں
در دشت روم نفیر دردِ تو کشم
صحرا میں جاؤں بانسری تیرے درد ہی کی بجاؤں
با کوہ ایم صدائے عشقت شنوم
کوہ پر بھی رہوں صدائے بازگشت تیرے عشق ہی کی سنوں

رباعی

گویم نفسے دراز من باتو اے دل
میں رنج و دکھ بھرا ہوا اے دل دراز نفسی کر رہا ہوں
گر شرط رہت پاس انفاس اے دل
تیری راہ کے شرط کو ملحوظ رکھ کر پاس انفاس سمجھا ہوں اے دل

آں را کہ نہ حق شناس و حق بین باشد
ان افراد کو جو حق شناس اور حق بین نہیں ہیں
تا بتوانی مبین و مشناس اے دل
جہاں تک ہو سکے ان کو مت دیکھ اور مت دریافت کر اے دل

۱۹
کلمہ تنزیہہ و تشبیہہ

حضرت عین القضات ھمدانی قدس سرہ کے خزاین معارف سے قصیدہ گنجور کی بیت کے معنے ہیں۔

در شریعت ہر آنچہ ہست حلال | در طریقت ہماں بود مردار
شریعت میں جو چیز کہ حلال ہے ؛ طریقت میں وہی مردار ہو گئے

جاننے کہ یہاں لفظ ہر آنچہ سے تعمیم (عام طور پر) اور کلیت (تمام کے لئے) نہ سمجھا جائے بلکہ خصوصیت کے ساتھ اور بعض کے لئے مراد لینا چاہیئے۔ بعض اعتبارات اور احتمالات درست ہوا کریں گے نہ تمام وجوہات اور حیثیات کے لئے وہ یہہ ہے کہ دو وجود کا اثبات شریعت میں جائز اور صحیح ہے ع

در طریقت محظور و مستقبح | طریقت میں خطرناک زبوں اور برا ہے
ہست این جملہ خرابی از دو ہست | یہ تمام خرابی دو وحدت سے ہے

حضرت محمود تبریزی گلشن راز میں فرماتے ہیں۔

مثنوی

ہر آنکس را کہ مذہب غیر جبر است

جس شخص کا طریق غیر جبر (یعنی قدریہ) ہے

نبی گفتہ کہ او مانند گبر است

نبی صلعم نے فرمایا کہ وہ گبر کے مانند ہے

چناں کاں گبر یزداں اہرمن گفت

جیسا کہ وہ گبر یزداں اور اہرمن یعنی دو خدا کہا

ہمیں ناداں و احمق او و من گفت

یہہ نادان اور احمق یعنی وہ اور میں کہا

(مذہب گبر میں دو خدا ہیں۔ نیکی کا خدا یزداں۔ بدی کا خدا اہرمن)

ایضاً قال اھل الطریقۃ السلامۃ فی الوحدۃ ای سلامۃ الایمان الحقیقی فی اثبات وحدۃ الوجود والآفۃ بین الاثنین ای آفۃ الایمان الحقیقی توھم تثبیت الوجود وجودک ذنب لایقاس بھا ذنب

اہل طریقت نے فرمایا۔ سلامتی وحدت میں ہے یعنی ایمان حقیقی کی سلامتی وحدۃ الوجود کے اثبات میں ہے۔ اور آفت دوئی میں ہے۔ یعنی خطرہ ایمان حقیقی کا دو وجود کے وہم میں ہے تیرا وجود

گناہ۔ اور اسمیں قیاس نہیں کرنا گناہ ہے پس اس توجیہ سے بیت کے معنے
درست ہوتے ہیں۔ اور اس کے برعکس جواز کا اندیشہ پایا جاتا ہے۔

در طریقت ہر آنچہ ہست حلال   در شریعت ہماں بود مردار

طریقت میں جو کچھ حلال ہے   شریعت میں وہی مردار ہے

اور وہ یہہ ہے کہ طریقت میں تشبیہ کی صفت کو حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے
ثابت کرنا عین ایمان ہے لیکن تنزیہہ کے ساتھ بغیر اس کے یعنی
بغیر تنزیہہ کے درست نہیں۔ یہی ہے دستور محققین علیہم الرضوان کا
اور شریعت میں فقط صفت تنزیہہ ہی کی تصدیق پر ایمان اور
اعتقاد رکھتے ہیں اور تشبیہ کی نسبت کو حق تعالیٰ کے لئے کفر اور الحاد
جانتے ہیں۔ پس مذکورہ توجیہ کے ساتھ مرقومہ بیت کے برعکس معنی
بھی مرقوم درست ہوتے ہیں ؎

نفی آں یک چیز و اثباتش رواست

ایک چیز کی نفی اور اس کا اثبات جائز اور درست ہے

چو جہت شد مختلف نسبت دوتاست

جب رخ جدا جدا ہو جائے تو اس کی نسبت دو پہلو پر ہے

سوال۔ اگر تو کہے کہ اس صورت میں اہل طریقت و حقیقت کے اہل شریعت مخالف
اور اہل طریقت و حقیقت خلاف اہل شریعت کے نام
دیئے ہیں حالانکہ حضرت محبوب سبحانی معشوق ربانی رضی اللہ عنہ
وارضاہ ایسا فرماتے ہیں۔ کل حقیقۃ ردت الحہا الشریعت فہی

زندقة والسلامة مع الكتاب والسنة والا الهلاك
مع غیرهما ہر حقیقت جس سے رد ہوتی ہے شریعت پس زندقہ
(بے دینی) ہے اور سلامتی کتاب و سنت کے ساتھ ہے ورنہ ان کے سوا
ہلاکت ہے۔ میں کہتا ہوں۔ یہاں اہل شریعت سے ہماری مراد ناقص التحقیق
ہیں (وہ جن کی تحقیق ناقص ہو) جو ان کو زاہدان خشک اور منکران معنوی
اور اہل دنیا اور قشریاں (پوست پرست) یعنی ظاہر پرست اور مانند
اس کے صوفیوں کی اصطلاح میں نام رکھتے ہیں نہ وہ اہل شریعت جو
کامل التحقیق ہیں (جن کی تحقیق کامل ہے) یعنی دین کے مجتہد رضی اللہ
عنہم اجمعین۔ جو کہ شریعت ظاہرہ کی تقویت و ترویج یعنی پابندی
اور رواج کو خود ہی اختیار رکھے ہیں اور شریعت کے باطنی امور میں صوفیوں
کے تابع رہے ہیں۔ جیسا کہ صوفیان شریعت کے باطنی امور کو جاری رکھتے
ہوئے اور باطن کو ان کے لئے جو طریقت اور حقیقت کے ذمہ دار ہیں
اور شریعت کے ظاہری احکام میں مجتہدین کے تابع ہوئے ہیں۔ پس اس حیثیت
سے شریعت، طریقت اور حقیقت کی مخالف نہیں ہے۔ اور طریقت
و حقیقت شریعت کے مخالف نہ ہوئے بلکہ کاملین تینوں مراتب
کے مجموعہ کو شریعت کاملہ نام دیئے ہیں جیسا کہ فرمائے ہیں۔ محبوب
کو دیکھنا اور ملاقات اس سے ہم کلام ہونا مثال شریعت کی ہے اور
اس سے بغلگیر اور ہم آغوش ہونا مثال طریقت کی ہے۔ اور مباشرت
کرنا اور اس سے لذت حاصل کرنا مثال حقیقت کی ہے پس اس تحقیق

سے ثابت ہوا کہ شریعت کا کمال طریقت وحقیقت کی جامعیت میں ہے

شریعت با طریقت کار دارد
طریقت با حقیقت یار دارد
شریعت طریقت سے تعلق رکھتی ہے
طریقت حقیقت سے فیض یاب ہوتی ہے

فافہم واعلم مولف کی غزل ہے ۔ فارسی

کسیکہ مرتبط شرع با حقائق نیست
جو شخص کہ شریعت کو حقیقت سے ربط نہیں رکھتا ہے
بغیر مدعی اور خطاب لائق نیست
سوائے مدعی (یعنی غلط دعویدار ہونیکے یہ خطاب اسکو لائق نہیں ہے
چنانکہ پوست بجز مغز می نباید کار
جیسے کہ پوست مغز کے بغیر کام نہیں آتا ہے
بدون پوست ہمانان کہ مغز فائق نیست
بغیر پوست کے بھی یقیناً مغز پسندیدہ نہیں ہے
سنجیل رخ ہستی ورنعت خالق
رخ ہستی کا آئینہ اور خالق کی علو مرتبت
ورای نیستی و ہستی خلائق نیست
خلق کی نیستی و ہستی کے سوا کچھ نہیں ہے

جواب مسئلہ انفقیہہ چوں گوید

ہمارے مسئلہ کا جواب نفقیہہ (فقہ کے عالم) کیونکر کہے

کہ آں بہ کنز دقائق و بحر رائق نیست

کیونکہ وہ کنز الدقائق اور بحر الرائق سے نہیں ہے

ببند دل از زن و فرزند و مال و جاہت دل

زن و فرزند و مال و جاہ کی محبت میں اپنے دل کو مت باندھ

کہ خود موانع ایں راہ جز علائق نیست

کیونکہ اس راہ سے روکنے والی سوائے ان تعلقات کے کچھ نہیں ہے

خودی خود بگزار و خدائے خود پرستی

اپنی خودی کو چھوڑ دے اپنے خدا تک تو پہنچ سکے

کزیں طریق دگر اقرب طرائق نیست

کہ اس طریقے کے علاوہ سب قریب کا راستہ دوسرا نہیں ہے[۱]

مکن کمال قناعت بقول از ایماں

ایمان کے کمال کے قول پر ہی قناعت مت کر

شکر نہ بخشد شیرینی کز ذاتی نیست

شکر شیرینی نہ بخشے جیسی شیرینی کہ ذاتی نہیں ہے

---

[۱] علم فقہ کی دو مشہور بڑی کتابیں ہیں۔

۲۰

کلمہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

جاننئے کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو معنی رکھتی ہے
ایک حقیقت محمدی عالم غیب میں۔ وہ ذات کی معلومیت کی
صورت ہے۔ تعین اول کے ساتھ کہے ہیں کہنا اس سے مراہے اور
اس کے نام بہت ہیں جیسے کہ۔ وحدت۔ اور تجلی اول۔ و برزخ
کبریٰ۔ وقاب قوسین اور نہا نخانہ جمع وغیرہ
دوسرا حقیقت محمدی عالم شہادت میں وخارج میں اس کی
موجودیت کی صورت ہے کہ اس کو عالم شہادت کہتے ہیں۔ اور اس کے
نام بھی بہت ہیں جیسے کہ وحدت اور تعین اول۔ وعقل کل وقلم
اعلیٰ وروح اعظم ومخلوق مطلق ومظہر اتم وغیرہ وہ مراد ہے مرتبہ
نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو انا من نور اللہ و
کل شئی من نوری اس کی وضاحت کرتی ہے۔ اور بعض
اکابر حقیقت محمدی کو صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق اور حادث کہے ہیں
اور بعضے اول کے ساتھ اور محققین اس میں یعنے نور محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم میں تین درجے ثابت فرمائے ہیں سہ

یکے نفس ویکے روح ویکے دل
ولی در حرف ہر یک ہست مشکل

جانے اور یقین کرے ۔

جاننا چاہیئے کہ یہاں اپنی ذات اور تمام مخلوقات کی ذات سے مراد شئ واحد ہے اور وجود عالم مفاض (فیض دینے والا) جو تمام اعیان خارجی پر گھیرا ہوا ہے جو موسوم ہے وجود اُمساری فی جمیع الذراوی یعنے وجود مقید تمام ذریات میں ہے وجود خلق کو بھی اسی سے تعبیر لیتے ہیں۔ اور وہ حقیقت میں وہی وجود خاص کی حیثیت ہے جو ذات مقدس حق سبحانہ تعالیٰ کی ہووے۔ لیکن عام یقین و شمول کے ساتھ تمام اشیاء سے تعلق و متعین ہے اور اگر اپنی ذات اور تمام مکنونات کی ذات سے روح مراد لیں مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے کہ ہر یک کی روح ایک جزو حقیقی ہے جو دوسرے پر صادق نہ آئے خلاف وجود عالم مفاض جو اگرچہ واقعیت میں ایک ہے اور تعداد و کثرت کو اس میں دخل نہیں ہے لیکن مظاہر کی کثرت اور تعداد اور اپنے گوناں گوں آئینوں کی حیثیت سے جو اعیان ممکنات ہیں اور بجائے افراد اور جزئیات مفہوم کلی ہیں متعدد اور کثرت دکھائی دیتے ہیں پس سمجھ جاییئے۔ اور اس طریقے سے بھی کہ ارواح حقیقت ہیں۔ متعدد اور کثیر ہیں اور ذاتی خواہش اور اصلی قابلیت ہر یک کی بھی جدا جدا اور مختلف چنانچہ نکوئی اور برائی کفر و اسلام اطاعت و نافرمانی ثواب اور عذاب ورحمت و محنت وغیرہ اور شریعت کی زبان میں وارد ہوا ہے کہ نیکوں کی

ترجمہ:۔ ایک نفس و ایک روح اور ایک دل۔ لیکن ہر یک کے بیان کرنے میں مشکل ہے یعنے نوری محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) مراد ہے تین مرتبہ مذکورہ کا جامع ہے فافہم ایجاد میں اور وہ قادر مطلق اور صانع مہر حق کی قدرت کے کمال سے ہے یعنے بے مادہ و بے آلہ اور بے اسباب کے سو

مقدرے نہ بہ آست بقدرت مطلق

وہ کسی آلہ سے بنا ہوا نہیں بلکہ قدرت مطلق سے

اس کے ایجاد کا طریقہ جیسا کہ چاہیے عارفین کا شناختہ شدہ ہے مزد المو ن یعنے اہلِ ظاہر کے معلوم کی چیز ہے اور یہ فقیر حقیر بمصداق افشا سر الربوبیت کفر" (ربوبیت کے راز کا ظاہر کرنا کفر ہے) اس کی تقریر اور تحریر پر متوجہ نہ ہوا اور کلام کو اس کلمہ پر تمام کیا ع

"آنرا کہ کس است یک حرف بس است"

ان کو کہ جن میں آدمیت کی قابلیت ہے ایک بات بس ہے فافہم و تامل میں فہم اور غور کریں۔

۲۱

کلمہ اعیان رنگ برنگ

اس سے قبل بیان سلوک میں ذکر خفی کے معنے میں جو کچھ ہم لکھتے ہیں کہ سالک ذات کو اور تمام مخلوقات کی ذاتوں کو ذات حق

روحیں اعلیٰ علیین میں اور بدکاروں کی روحیں سجین میں رہیں مثلاً
زید کی روح جو عمر کا باپ ہے طاعت وحسنات کے اکتساب کے
باعث درجات بہشت کا مستحق ہو۔ اور روح عمر کی جو زید کا بیٹا ہے
گناہ کے کام اور برائیاں اختیار کرنے کے باعث مقام دوزخ کا سزاوار
ہو۔ اور وجود عام متعاص مذکورہ امور کی تمثیلات سے پاک اور
بے نیاز ہے۔ اس کی صفت نا معلوم طور پہ اشیاء کے ساتھ محبت
رکھتی ہے۔ اس بناء پہ اس کی محبت اشیاء کے ساتھ ہو کر کوئی
تغیر وتبدل کی راہ اس میں پایا نہ جائے۔ جیسا کہ ہیولیٰ (مادیت)
کی محبت صورت کے ساتھ ہو کر تغیر وتبدل اور بلٹنا اور سپردگی
جو صورت کے لوازمات سے ہے ہیولیٰ اس سے لاحق نہیں
ہوتا ہے ۔

رباعی مولف

صورت کو تغیر نہ ہیولیٰ کو نعم
صورت کو تغیر ہے نہ ہوئی کو کچھ بال نہیں
ہر چند مبین صورت وہیولیٰ باہم
بہت کچھ صورت اور ہیولیٰ آپس میں ملے ہوئے
یوں حق کو محبت ہے بعالم بالذات
حق تعالیٰ کو بالذات کے عالم کے ساتھ ایسی محبت ہے
بر حق ہے مبرا از تغیر عالم
بر حق تعالیٰ عالم کے تغیر سے بری ہے

مثال دیگر جیسے کہ آفاق کا نور محسوس ذاتی طور پہ کوئی لون ورنگ
نہیں رکھتا ہے لیکن جگہ رنگ برنگ شیشوں پہ پڑ تو ڈالنے مختلف

رنگوں کے مطابق رنگین دکھائی دیتا ہے اور لیکن کوئی تغیر و تبدیلی اور کوئی خلل و نقصان اس کی بے لونی و بے رنگی میں راہ پایا نہ جائے۔
مولوی جامی قدس سرہٗ

رباعی

اعیان ہمیشہ شیشہائے گوناگوں بود
اعیان تمام رنگ برنگ کے شیشے تھے
کافتاد بر آں پرتو خورشید وجود
جبکہ اُن پر وجود کے خورشید کا پرتو پڑا
ہر شیشہ کہ بود سرخ باززرد و کبود
ہر شیشہ لال پیلا نیلا جو کچھ کہ تھا
خورشید دراں ہم بہ ہماں رنگ نمود
خورشید بھی اُن میں اسی رنگ سے دکھائی دیا

رباعی

ہستی کے بذات خود ہویدا است چو نور
ہستی جو اپنی ذات سے ظاہر ہے نور کے مانند
ذوات مخلوقات ازو یافت ظہور
مخلوقات کی ذاتیں اس سے ظہور پائیں

ہر چیز کہ از فروغ او افتد دور
جو چیز کہ اس کی شعاع سے دور پڑی رہے
در ظلمت نیستی بماند مستور
نیستی کی ظلمت میں پوشیدہ رہے

رُباعی

جس چیز کے رخ پہ دیدہ ور آنکھ تیری
ظاہر ہے بہستی کی صورت و شکل سے حق
ہر جان کہ یہ مراقبہ ہے نظری
بالذات ہے گرچہ شکل و صورت سے بری
جس چیز کے رخ دیکھ رہی ہو تیری آنکھ
حق تعالیٰ ہستی کی شکل و صورت سے ظاہر
جانتا رہ کہ یہ نظری مُراقبہ ہے
بالذات ہے اگرچہ کہ شکل و صورت سے بے نیاز ہے

رباعی

بیچوں ہے حقیقتاً حق اما پیدا
حقیقت میں حق تعالیٰ بیچوں و بے چگون ہے
ہے چوں و چگوں خلق سے ہو بینا
لیکن خلق کے چوں و چگوں سے ظاہر ہے تو بینا یعنے دیکھنے والا بن

بے رنگ بذات خود ہے نور خورشید
سورج کا نور اپنی ذات سے آپ بے رنگ ہے
پر جلوہ نما برنگ ہر ہر عینا
پر ہر ہر شیشہ کی رنگت سے جلوہ دکھا رہا ہے

دوسرا جانئے کہ کلی مثال کو وجود عام پر ہم نے پیش کی وہ تمام وجوہات پر یہی تصور کرنا نہیں چاہئے اس لئے کہ وہ اشکال کے واردات کی جانب اور دو گمراہی لازم پاتا ہے مقصود کے بر آمد اور حاصل کرنے کے لئے آں پہ کفایت کرنا نہیں چاہے وہ یہہ ہے کہ وجود عدم با وجود اس کے تمام اشیاد کی صورت کے بجنسہ ظہور فرما رہا ہے۔ مظاہر کے مطابق اور گوناگون آئینوں میں اپنے کو دکھایا ہے یعنے جس حال میں ذاتی معیت بلکہ حقیقی عینیت بے کیفیت اشیاء کے ساتھ رکھتا ہے بے نیازی صفت اس کی ذات اعلیٰ پہ ثابت اور محقق ہے نہ یہ کہ ذہنی امور کے مفہوم کلی کے مانند ہوئے یہ معقولات ثانیہ کے مطابق ہو وے جو خارج میں وجود نہیں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔

کلمہ[۲۲] عکس لطیف

بیان میں خود کی پہچان، رسول کی پہچان، اور حق کی پہچان

تحصیل کمال کے لئے اس کو جسم عنصری لازم اور واجب ہوئے ع

روح بے قالب نداند کار کرد

یعنی روح بغیر جسم کے کام نہ کر سکے

اور بعضے عارفین اس کو نفس مقید بھی کہتے ہیں اور وہ عالم خلق سے ہے نہ کہ عالم امر سے دوسرا لطیف جسد ہے جو خواب میں دکھائی دیتا ہے بیداری میں نہیں مگر جبکہ خدا تعالیٰ دکھائے اور توڑ و جوڑ وغیرہ کے قابل نہ ہوئے اور ان کو حق سبحانہٗ تعالیٰ روز میثاق میں آدم کی پشت کے ذریعہ سے وقفہ اور اوقات گزاری کے اور زمانہ گزاری کے بعد پیدا کرکے چار قسم میں تقسیم کیا۔ اور الست بربکم کے خطاب سے مخاطب گردانا۔ اور تیز روی ایسی ہے کہ اگر چاہیں آنکھ جھپکنے میں بلکہ اس سے کم وقفہ میں مثلاً مشرق سے مغرب میں اور مغرب سے مشرق میں یا عرش اعلیٰ سے تحت الثریٰ میں یا تحت الثریٰ سے عرش اعلیٰ تک جاوے۔ یا خواب اور موت سے امن میں رہیں اور اس کو حملق الوجود جسم لطیف و تن روحانی و قلب مقید وغیرہ نام رکھتے ہیں اور یہہ عالم امر سے ہے اور بعض کے نزدیک نہ فقط عالم امر سے نہ فقط عالم خلق سے بلکہ ایک وجہ سے امر سے کہہ سکتے ہیں۔ اور ایک وجہ سے عالم خلق سے اور اس کو خیال اور مثال کہتے ہیں اس لئے کہ شکل و صورت اور مقدار و اندازہ تعین و تشخص و طول و عرض وگہرا اور اعضا و اجزا وغیرہ میں اس کے اور تن خاکی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے

مگر لطافت اور کثافت کا۔ اگرچہ دوسرے اعتبار سے بزرگی اور بڑائی
کو اس کے کوئی حد وانتہا نہیں ہے۔ شاید ایک سبب اس کا نام مثانی
ہونا یہ بھی ہوگا۔ اور لیکن اس کوتاہ سمجھ فقیر حقیر کے قلب میں گزرتا ہے
کہ ادلی وہ ہے کہ تن کثیف کو تن لطیف کی مثال جانئے نہ یہ کہ تن
لطیف کو مانند تن کثیف کے کہے۔ اس لئے کہ تن لطیف تن کثیف
سے قبل پیدا شدہ ہے۔ بعد تن لطیف کے ایک طویل زمانہ اور مدت
دراز کے بعد تن کثیف پیدا ہوتا ہے۔ پس اس تمثیل کے ساتھ اس
کا نام پانا دوسرے معنے سے ہووئے۔ نیز جانئے کہ جملہ حس وحرکت
اختیاری ہوشیاری اور خبرداری جسم کثیف میں اس جد لطیف کے
سبب ہے اگر واجب کے اعضاء اجزئی میں ممکن کے اعضاء اجزای
نہ ہووے کوئی حس وحرکت اختیاری واجب میں ممکن نہ ہووئے۔ جیسے
کہ خواب کی حالت میں اور موت کے بعد یہ معنے واضح ہے۔ اگر پوچھئے
کہ جبکہ خواب کے عالم میں روح جاری یعنے ممکن واجب سے جدا
ہوکر سیر وسیاحت کرتی ہے بعد اس کے واجب میں واپس آئے تو کس
دریچہ سے ؟ میں کہتا ہوں مثلاً پانی کو جو کہ خاک کے بہ نسبت
لطیف ہے جب خاک پر (بہ نسبت پانی کے یہ کثیف ہے) تم ڈال
دیں۔ کس دروازہ سے خاک میں چلا جائے ؟ اور داخل نہ ہووئے ؟
اگر یہ کہے کہ تمام اجزاء خاک کے آب لطیف کے لئے دروازہ کے مانند
ہیں پس پانی کی لطافت کو خاک کی کثافت منع کرنے والی اور روکنے

والی نہیں ہوتی ہے اور داخل ہوتے اور سرایت کرنے سے روکتی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں۔ ما کان خوابنا منکم فھو جوابکم منا (جو جواب ہمارا تم سے ہے پس وہ تمہارا جواب ہم سے ہے)
تیسرا ممتنع الوجود جو دونوں کو دیکھنا اور دیکھا جائے۔ یعنی واجب الوجود جو بیداری میں دکھائی دے اور ممکن الوجود جو خواب میں دیکھا جاتا ہے ممتنع الوجود جو تیسرا ہے خاص اُن ہر دو منظر کو دیکھے اور دیکھنے والا ہوئے۔ اور وہ دیکھنا نفس الامر (حقیقت میں) ایک ہے دو نہیں۔ رنگ میں دونوں کے دیکھے یعنی بینائی ہر دو رکی مری بے نظر شی واحد ہے (یعنے ایک) دو شی نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وہی ایک ممتنع بیداری میں واجب کو اور خواب میں ممکن کو دیکھتا ہے نہ دوسرا اگر مانند مری کے (دیکھے جانے والی) یعنے منظر جو دو ہیں دیکھنا (نظر) بھی دعد ہوتے اور واحد نہیں ہوتے۔ جو کچھ عالم خواب میں دیکھا جائے بیدار ہونے کے بعد اس کو یاد نہ آئے۔ اور محفوظ نہیں رہتا ہے۔ پس تحقیق پایا کہ رائی (نظر) ایک ہے اور مری (نظر) دو۔ اور اسکو نظر اور بینش نام رکھتے ہیں اور ہندی لفظ اردو "دیکھ" کہتے دانائی صفت ر نہ بینا کے صفت روح ز دل کی صفت کا جاننے والا اور روح کی صفت کا دیکھنے والا) جو کہے ہیں اسی مقام ہے۔ پس جانا گیا ممتنع دیکھنے والا ہے نہ دیکھا ہوا یعنے خواب میں دیکھا جائے اور نہ بیداری میں بلکہ بیداری میں بینائی واجب کی ہے۔

اورخواب میں بینائی ممکن کی۔ اور ممتنع عربی میں منع کیا گیا اور وجود یہاں
معنے میں جسم کہے ہوئے۔ پس یعنے ممتنع الوجود جسم سے منع کیا گیا ہو سکے
اسلئے کہ اس کو شکل وصورت اور مقدار و اندازہ چونی اور چگونگی نہیں
ہے۔ مانند جسم لطیف وکثیف کے۔ وہ ایک بسیط یعنے پھیلی ہوئی
غیر مرکب شئی ہے کہ ترکیب وترتیب چاہے لطافت کی حیثیت سے
خواہ کثافت کے اعتبار سے اس میں امکان نہیں رکھتی۔ نا دکھائی دیوے
اور دیکھا جاوے اسی وجود کو لطیفۂ انسانیہ اور روح مقید و نفس ناطقہ
وغیرہ کہتے ہیں۔

بعض لوگ ممتنع الوجود کو ظلمت جو کہے ہیں اس سے اس کی غیر مرکب
وپاکی وبے عیب اور نہایت لطیف اور مقدار وچونی وچندگی نہ ہوتا
کی کیفیت کی طرف اس کا اشارہ ہے۔ جو تھا عارف الوجود یعنے تینوں
کی پہچاننے والا اس شناخت کے ساتھ مثلاً ایک دیکھنا بیداری میں۔
دوسرا دیکھنا خواب میں تیسرا ہر دو کا دیکھنا۔ اس کو دانش اور
نور نفس مطلق اور اس کے مثال کہتے ہیں۔ اور اردو میں توجہ نام رکھے
ہیں اور یہ وجود بھی بیچون وبے چگونی اور لا مکانیت وغیرہ کی صفت
کے ساتھ جو کچھ کہ تعریف وتوصیف میں ممتنع الوجود میں کہا گیا ہے
موصوف ہے اور فرق عارف اور ممتنع کے درمیان جیسے دانش وبینش
کا ہے تفصیل واجمال اور تمیز اور عدم تمیز کے ساتھ ہووے یعنے ممتنع
باقت مجمل کو کہتے ہیں۔ جو جیسا کہ چاہے تمیز نہیں رکھتا ہے اور عارف

یافت مفصل کو جانتے ہیں اس سے شی کو جیسی کہ وہ ہے یا ہے یعنی
جیسی کہ شی تھی ہے تمیز و تفصیل کے ساتھ معلوم اور مفہوم ہووے۔
پس ما بہ الامتیاز یعنی ان میں جو فرق ہے دانش اور
بینش تفصیل و اجمال و تمیز کا ہووے پس فہم و تامل (غور) فرمائیں۔
پانچواں شاہد الوجود یعنی شہادت اور گواہی دینے والا۔ جانیے
کہ عرف عام میں شاہد اس کو کہتے ہیں جو معاملہ اور ماجرے پر تجربہ اور
واقفیت کلی رکھتا ہو یعنی علم الیقین سے جانتا ہو۔ اور آنکھ کی نظر
سے دیکھا ہوا ہووے۔ پس اس صورت میں شاہد الوجود بھی مراد ہے

محقق کی یافت سے بے شبہ۔ کامل ادراک۔ نقصان اور عیب نہ
ہووے یعنے گواہ امری ہووے کہ ایسا ہی ہے اور اس کے سوا ہرگز نہیں
ہے اور مثلاً یہ ہے کہ ایک دیکھا ہوا بیداری میں اور دوسرا دیکھا ہوا
خواب میں اور تیسرا ناظر اور بینا دونوں کا چوتھا جانا اور پہچانا ہوا آئینوں
کا۔ پانچواں ہر چاروں پر گواہ مدلل و یقیناً۔ پس ممتع اور عارف کے
مابین فرق کو ہم اشارۃً بیان کئے ہیں۔ اب یہ جان لو کہ جو کچھ فرق ہے
حرکت اور قرار۔ اسے عارف شاہد کا ہووے مدرم۔ جبکہ وہی یافت مذکور
میں حرکت باقی رہے، عارف الوجود ہے۔ اور جب یقین کمال کے حصول کے
سبب اس کی حرکت قرار اور سکون سے بدل ہووے شاہد الوجود روغن
کے مانند جب تک وہ رقیق یعنے پتلا رہ کر سیلان اور حرکت اس میں
باقی ہے۔ جب بندھا جائے اور منجمد ہووے اور قرار و سکون پائے

اور جنبش و حرکت اس کی زائل ہوئے۔ پس اس مرتبہ کو یعنے شاہد الوجود
کو دلِ مطلق اور قلبِ عالی بھی کہتے ہیں۔

چھٹواں۔ واحد الوجود اس سے مراد یگانگی پانا ہے۔ پانچوں مراتب
کے درمیان یعنے چھٹا مرتبہ بھی پانا ہے جو یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ
وہ پانچواں مراتب مذکورہ کے تمام مظاہر اور آئینے اور عکسیں اور
جلال و ظلال اور نسبت و اضافت اور شانین اور اعتبارات میرے ہیں
اور دونوں آئینے اور مظہر دور کرنے اور تجلّی دینے والے اور ظاہر بلکہ
عین حقیقی بھی۔ آئینے اور مظاہرے میرے ہیں۔ ؎

یہ نفس دل و روح یک ٭ ان معنوں کو خارج دیکھ

یہ نفس اور دل و روح ایک ہیں۔ ان کے معنوں کو خارج یعنے ظاہر میں دیکھ لے۔

نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے ست ۔ نفس اور روح و عقل و دل جملہ ایک ہیں
مرد معنی اور ہیچا کنی شکے ست ۔ باطن ایں ہذا اس مرد کو اس مقام شک پر کب ہوگا یعنی شک نہ ہوگا

جیسا کہ مثلاً نفس انسانی علم سیکھا۔ اس کو عالم کہتے ہیں۔ اور
کتابت کی اس کو کاتب جانتے ہیں۔ اور موزوں کلام بنایا تب شاعر نام پایا
اور صورت گری اور نقاشی کی صفت پر عمل کیا مصور اور نقاش کا
نام پایا۔ اس طرح ثم کذا ثم کذا شرح گلشنِ راز میں فرماتے ہیں کہ
نور اور عقل و روح اور مہر خفی اور نفس ناطقہ اور قلب ایک
حقیقت ہیں۔ ظہور کے انداز سے مراتب میں صفات کے اختلاف
کے باعث یہ مختلف اسماء پیدا کئے ہیں۔ ہر اسم اس کی صفت خاص کے

اعتبار سے جو سمجھنے اور غور کرنے والے پر مخفی نہیں ہے لیکن وجہ تسمیہ
بہ عقل یعنے عقل نام پایا جانا اس سبب سے ہے کہ اپنی ذاتی فکر اور
اپنا موجد (بنایا ہو) دکھائی دیتا ہے۔ اور اشیاء کا جاننے والا وہی ہے
اور روح کا نام دیا جانا اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی ذات سے زندہ
ہے اور زندہ کرنے والا غیر کا اور سر اس وجہ سے ہے کہ ارباب قلوب
(یعنے اہل دل) کے سوا اس کا ادراک کر نہیں سکتے ہیں اور خفی اس
حیثیت سے کہ اس کی حقیقت عارفین وغیرہ پر بھی پوشیدہ ہے
اور نفس ناطقہ اس وجہ سے کہ کلیات کا ادراک کرنے والا یعنی سمجھنے
والا وہی ہے اور قلب اس لئے کہ شیونات الہیہ کا مظہر اور ہر لحظہ اس
سے ایک اثر اور خلق دوسری ظاہر ہوتی ہے۔ منقلب یعنے پلٹنے
والا ہے ایک صفت سے دوسری صفت پر اور دوسرا سبب
یہ ہے کہ منقلب درمیان ایک رُو سے جو حق کی جانب ہے اور ایک
رو سے جو خلق کی جانب ہے اور حق سے فیض پانے والا ہے ان
مراتب کے سوا معرفت میں نفس مرتبہ (ذات مرتبہ) دوسرا تصور
پایا نہیں جاتا ہے اور روح قدسی اور ذات واحدیت اور مقام قرب
اور روح مطلق اور اُن جیسے اور بھی ان ہی کو نام رکھتے ہیں۔ بعض
عارفین چھ سے زیادہ بھی مقرر فرمائے ہیں ؎

عبارا تنا شتی وحسنک واحد ۔ وکل الی ذلک الجمال یشیر
جملہ یکذات است رہا مصنف ۔ جملہ یکحرف وعبارت مختلف

نام ایک ذات ہے لیکن کئی صفتوں سے متصف ہے۔ تمام ایک حرف میں اعتبارات مختلف ہے دوسرا جاننا چاہئے کہ یہ تمام مراتب ستہ (چھ مراتب) جو مذکور ہوئے چاہے ناقص چاہے کامل چاہے مقید خواہ مطلق یعنے نفس مقید دل مقید روح مقید نفس مطلق دل مقید کو روح مطلق خواہ از روئے فنا و بقا علمی حاصل ہو دیں یا از روی فنا و بقا حالی کشف ہو دیں تمام عبد کے داخلی امراتب ہیں یہ مراتب داخلی رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہیں۔ اور نہ مراتب داخلی حضرت ذوالجلال والاکرام کے اس لئے کہ رسول خدا کے مراتب داخلی عبد کے مراتب داخلی سے جدا اور حق جل وعلی کے مراتب تداخلی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب داخلی سے علحدٰہ ہیں۔

اسی بناء پر کہ محققین کا قاعدہ ہے کہ عبد کے مراتب داخلی سالقہ ترتیب سے رسول علیہ السلام کے مراتب داخلی کے مظاہر خارجی ہیں۔

رسول علیہ السلام کے مراتب داخلی حق سبحانہ تعالیٰ کے مراتب داخلی کے مظاہر خارجی ہیں باوجود اس کے حق تعالیٰ کے مراتب داخلی حق تعالیٰ کے اور تمام مراتب داخلی عبد کے وحدت الوجود کی حیثیت سے ایک دوسرے کے عین حقیقی ہیں۔

در ہمہ انبیائے امکانی ۔۔۔ چہ مجرد چہ جسم و جسمانی

تمام امکانی مراتب میں	کیا مجرد اور کیا جسم وجسمانی
مرتبیان دارد در ظهور اما	مرتبا نے بدون نزد ذات ما
مراتب رکھتے ہیں اور ظہور	لیکن ایسی مراتب جو ہماری سمجھ تو جلاتے باہم ہے

ذاتوں اور حقائق کے اعتبار سے ایک دوسرے کے غیر ہیں۔

فانهم واعلموا ان کلامنا هذا استلزم لحفظ المراتب مع تحقیق وحدت الوجود الحقیقی والسلام علی من اتبع الهدی ونهی النفس عن الهوی پس تحقیق وہ ہیں اور جان لو کہ تحقیق ہمارا کلام حفظ مراتب کا مستلزم ہے وحدت الوجود حقیقی کی تحقیق کے ساتھ اور سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی اور باز آیا نفس کی خواہشات سے

کلمہ کمالِ جسم

جانئے جسم کثیف میں جو اس کو جسم مقید کہتے ہیں۔ اپنے استعداد کی قوت سے کمال کو پہونچنا اور عقل سے قائل مطلق ہونا شامل ہے۔ جیسا کہ تخم میں شجری تفصیلیں اور نطفہ میں مراتب جن کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے درج ہے پس جب وقت معین ومقدار پہونچے اپنے ذاتی خواہش اور اپنی اصلی استعداد کے مطابق جس طریق سے کہ ممکن ہو لیتے واہب مطلق اللہ تعالیٰ کی موھبت لیتے عطیات تمہید وسطی یا بواسطہ انسان کامل ومکمل کی عنایت ویا طاعات وعبادات

اختصاراً اور مختصراً جانئے کہ جسم کثیف جو ذریعہ عناصر سے مرکب جو بننا اور بگڑنا جوڑ توڑ کے قابل اور دوسرے جسمانی صفات ہووے اور بیداری میں چشم ظاہری سے دیکھا جائے اور مادر و پدر کے واسطہ سے ایک عرصہ اور ایام گذرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے اور درجہ بدرجہ کمالیت اور تمامیت قبول کرے جیسے کہ مادۂ خاک سے نطفہ ہووے اس کے بعد علقہ اور اس کے بعد مضغہ بنے اس کے بعد ہڈیاں بننے لگے بعدہ لباس گوشت پہنے اور بعد درست بن جاویئے جن کے لئے یعنی تن بے جان اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بعد روح انسانی اس میں پھونکی جائے اس کے بعد شکم مادر سے باہر آئے اور چند روز طفل رضیع یعنی شیر خوار رہے اس کے بعد بچہ ولڑکا اس کے بعد بالغ و شاب یعنی نوجوان اس کے بعد ازاں ادھیڑ عمر اور دوموئیہ کھچڑی بال یعنی سیاہ و سفید ملے ہوتے اس کے بعد بزرگ اور بوڑھا بعد ازاں وفات پائے یعنی مرجائے پس برزخ یعنی قبر میں اتر آئے۔ پس اگر خدا چاہے خاک اس کو کھائے نہیں اور سالم رہے حشر کے دن تک۔ اور اگر چاہے ریزے بن کر اور گلا ہوا خاک کھایا ہوا بنادے پس مبعوث یعنی اٹھایا جائے حشر کے دن۔ ان شاء اللہ یعنی جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہے حاصل کلام یہ ہے کہ جسم کثیف عنصری کو خانوادہ علیہ چشتیہ کی اصطلاح میں واجب الوجود معنے میں لازم الوجود نام رکھتے ہیں یعنے روح انسانی کے تدبیر اور استعمال کے لئے ظہور روح صفات اور افعال اور اس کے

مداومت کے سبب اور ریاضتوں اور مجاہدوں کی ہمیشگی جو اس سے مراد راہِ حق کے سلوک اصطلاحی ہوئے وہ جسم مذکور اپنی قوت سے تحلل کے مرتبہ پہ قید و نقص سے ہی) اطلاق اور کمال کے درجے پر پہونچ جائے ۔ چنانچہ بعض اولیاء و اصفیا سے حکایتیں اور منقول ہے کہ ایک ہی ساعت میں کئی مجالس اور محافل میں حاضر رہے اور تناول وطعام وکلام فرمائے ہیں ۔ اس اطلاقِ جسم کے مرتبہ کو بعض لوگ سیر اور جسم مطلق کہتے ہیں ۔ لیکن اس مرتبہ میں اصحاب شمال جو اہل کفر و گمراہی و شقاوت ہیں ۔

ارباب یمین کے ساتھ جو اہل اسلام و ہدایت و سعادت والے ہیں ۔ شرکت رکھتے ہیں ۔ جیسا کہ کشن اور رام اور نجومی کے افسانے ہندی برہمنوں سے سنتے ہو ۔ پس لہذا بعض عارفین اس مرتبہ اطلاق وانبساط اور کشف مراتب متعلق جسم کو عام جانتے خاص نہیں ۔

اور توحید کے کمال کا مرتبہ اور معرفت حقیقی الٰہی کو خاص کہتے ہیں عام نہیں دوسرا یہ کہ اگر کاملین اور خاصانِ حق دنیا میں مذکورہ مرتبہ پر پہونچیں تو بہتر ورنہ آخرت میں عوام وخواص برے و نیک اور اصحاب جنت و دوزخ کو البتہ ضرور میسر ہوا کرے گا ۔ چنانچہ وعدہ وعید کی حدیثوں سے استفادہ ہوتا ہے ۔

روایت ہے کہ جنت کی کمترین جگہیں دنیا اور اس کے اس

مقدار کے برابر حصو دیں پس اس ذرا سا چھوٹے جسد سے عیش و عشرت قبضہ و حکومت تمام اس منزل و مقام میں بغیر اجسام مبسط و مطلق کے کیوں کر حاوی ہووے ۔

الحاصل جسم عنصری مقید جبکہ اپنے انبساط اور اطلاق کے کمال کو پہونچے یعنے فعل کی حیثیت سے مطلق بن جائے ۔ قادر علی الاطلاق جل جلالہ و عم نوالہ کے فضل سے اگر چاہے اپنے ایک جسم کو تمام عالم اجسام بنا دے ان تمام عالم اجسام کی طرف جو حضرت باری تعالیٰ کے مخلوق اور محدود ہیں اور اس مرتبہ کو جسم مطلق عارف الوجود اور سر اور واحدیت وغیرہ کہتے ہیں ۔

ایسا ہی جسکہ جسد مثالی مقید اس کا جو قلب اور دل مقید ہے صفا اور لطافت مرتبہ کمال اور تمام نورانیت و اطلاق اور انبساط پر فائز ہووے اس وقت اگر چاہے اپنے ایک دل کو تمام عالم قلوب کر سکے سوائے ان کے قلوب کے جو حضرت علام الغیوب کے مخلوق ہیں ۔ اور اس مرتبہ کو قلب مطلق اور شاہد الوجود اور نور وحدت اور مانند اس کے نام رکھتے ہیں اور اس طرح جب سالک کی روح مقید مرقوم الصدر واسطوں اور شرائط کے بغیر اس کے انبساط اور اطلاق کے مرتبہ کمال موصول ہوئے اس وقت حضرت واہب العطیہ جل جلالہٗ کی امداد و عنایت سے اگر چاہے اپنی ایک روح کو تمام عالم ارواح بنا دے

سوائے ان تمام ارواح مجسمین و مجردین کے (جسم رکھنے والی اور جو جادکہ ہیں) جو جاندار اور جان آفرین جل جلالہٗ کے پیدا کردہ ہیں اور اس اطلاق روح کے مرتبہ کو واحد الوجود اور روح قدسی اور روح مطلق اور ذات واحدیت وغیرہ کہتے ہیں۔ لامشاحة فی الاصطلاح (اصطلاح میں کوئی زیادتی نہیں ہے) پس فہم کرو اور جانو۔

۲۷ کلمۂ معرفتِ عبد و رب

یہ کلمہ بھی معرفت العبد والرسول اور حق کے بارے میں مختصراً جاننے کہ باقتضائے مطلب "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے پہچانا اپنے رب کو نفس کو پس تحقیق وہ پہچانا اپنے رب کو) کے نفس کی معرفت یعنے خود شناسی (اپنی پہچان) ایک ضروری امور سے ہے جو "اذ فات الشرط فات المشروط" یعنی جب شرط مر جائے تو مشروط بھی مر گیا۔ اور وہ اپنے مراتب داخلی کو پہچانتا ہے۔ مقید ہو اور مطلق جیسا کہ نفس مقید اور دل مقید اور اس طرح نفس مطلق اور دل مطلق اور روح مطلق جیسا کہ یہ تقریر سابق میں گزر چکی ہے۔ اس کے بعد

معرفت الرسول یعنے پہچاننا رسول علیہ الصلوٰۃ والتحیات یہ اعظم سعادات بلکہ افضل ترین عبادات سے ہوئے ۔ اور وہ خود شناسی سے پہلے مشکل ہی مشکل ہے اور اس کے بعد آسان ہی آسان ہے ۔ کاملین اور مکملین کے ارشاد اور فیض سے یعنے جیسا کہ (عہید) میں تین مرتبے مقید اور تین مرتبے مطلق ہیں ایسا ہی ذات مبارک حضرت خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے نور محمدیہ ان مکمل درود اور رحمت اور تحیت ہو تحقیق پائے اس بناء پر کہ اگر ان حضرات میں نہ ہو میرے اور تیرے میں کہاں سے ظاہر ہووے ۔

خشک ابرے کہ بود ذات تہی ۔ ناید از وے صفت آب دہی

سوکھا ابر جو پانی سے خالی ہے ۔ اس سے پانی برسنے کی صفت ظاہر نہووے

انا من نور اللہ وکل شئی من نوری ۔ پس مخلوق مطلق اور مظہر اتم یعنے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو عقل کل اور روح اعظم سے موسوم ہوئے ۔ اجمال اور کلیت کے اعتبار سے نہ کہ تفصیل اور جزی حیثیت سے تین مرتبے تحقیق پائے ہیں ۔

۱ ۔ ایک مرتبہ روح مطلق جو خود روح اعظم اور عقل کل ہے ۔

۲ ۔ دوسرا مرتبہ دل مطلق جو نفس کل ہے ۔

۳ ۔ تیسرا مرتبہ تعین مطلق جو جسم کل ہے ۔

گویا کہ یہ تین مرتبے مطلق مذکور آنحضرت کے مظہر اور اصل ہیں ۔ اور تین مرتبے مقید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱ ۔ جو بواسطہ حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ مکہ میں تولد پائے اور بعد وفات کے مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے ۔ آنحضرت کے جسم مطلق مذکور یعنے جسم کل کے مظہر اور ظل ہے ۔ (جسم مقید)

۲ ۔ اور دل مقید آنحضرت کا جو اس جسم مقید مذکور میں داخل اور سرایت اور حرکت جاری رکھتا ہے آنحضرت کے مذکورہ دل مطلق کا مظہر اور ظل ہے ۔

۳ ۔ اور روح مقید آنحضرت کی جو متعلق اور تدبیر (تدبیر بتانے والی) اور متصرف (تصرف کرنے والی) اور محرک اور مسکن (ساکن رہنے والی) اور متجلی (تجلی دکھانے والی) اور ظاہر آنحضرت کے جسم مقید عنصری میں مذکورہ دل مقید کے واسطے ہوئے ۔ وہ آنحضرت کے روح مطلق کی مظہر اور ظل ہے ۔ جن کا ذکر اوپر گزرا ہے ۔ بلکہ روح مطلق آنحضرت جو مرتبہ نور میں پہلے مذکور ہوئی ہے در نفس الامر یعنے حقیقت میں مظہر اصل ہے ۔ اور تمام عالم ارواح مظاہر خارجی اور اس کے ظلال ہیں ۔ اس طرح جسم مطلق مذکور آنحضرت کا مظہر اصل ہووے اور تمام عالم اجسام مظاہر خارجی کے اور اس کے ظلال ہیں ۔ ایسا ہی جسم مطلق مذکور آنحضرت کا مظہر اور اصل اور جملہ عالم اجسام مظاہر خارجی اور اس کے ظلال ہیں ۔

جاننے کہ اس باب میں اگرچہ تفصیل اور طوالت کے ساتھ میں

بیان کر سکتا تھا لیکن کوتاہ اور مختصر کرنے میں مصلحت جانا۔
پس رسول شناسی کے بعد حق شناسی زیادہ قریب کا طریقہ اور حصول آسانی میسر ہووے وہ بھی حق سبحانہ تعالیٰ کے مراتب داخلی کو پہچاننے سے مراد ہے مطلقاً و مقیداً تین مطلق اور تین مقید۔ لیکن تین مطلق

۱ ۔ ایک احدیت جو لاتعین اور وراء الوراء غیب الغیب اور عدم العدم ہوئے۔ اور وہ ذاتِ بحت اور وجود صرف اور نہیں پاتا ہے مطلقاً۔

۲ ۔ دوسرا مرتبہ وحدت جو تعین اول اور حقیقت محمدی اور برزخ کبریٰ ہے اور وہ پاتا ہے اجمالاً (مجمل طور پر) کہ من ہستم (میں ہوں) یا ہست منم (ہوں میں)

۳ ۔ تیسرا واحدیت جو تعین ثانی اور حقیقت انسانی ہے اور وہ پاتا ہے تفصیلاً کہ منم چنیں چناں (کہ میں ایسا ویسا ہوں)

لیکن تین مقید ۱۔ حقائق ارواح ہے ۲۔ حقائق قلوب ہے ۳۔ اور حقائق اجسام ہے۔ جن کو اعیان ثابتہ اور صور علمیہ نام رکھتے ہیں۔ اگرچہ تین مرتبے مذکورہ اعیانِ خارجہ کی نسبت سے اور علم قدیم الٰہی پر نظر کرتے ہوے مطلق ہیں۔ لیکن احدیت اور وحدت و واحدیت کی نسبت سے مقید کہے گئے ہیں۔ اس لئے کہ یہہ تین مرتبہ ذات و صفات حق کے ہیں اور یہہ

یہ تینوں مرتبے ذاتیں اور صفات خلق ہیں علم الہیٰ میں
پس ذات وصفات حق کو فوقیت رتبتی ہوئے (رتبہ میں اوپر ہونا) اور ذات وصفات خلق کو تحتیت رتبتی (رتبہ میں نیچے ہوتا ہے) پس ان ہی دو وجہہ سے ان کو مطلق اور ان کو مقید ہم نام دیئے ہیں۔

پس بعد پہچاننے حق تعالیٰ کو۔ اور پہچاننا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور پہچاننت عبد کی جس طریقہ پر کہ مذکور اور مرقوم ہوا ہے دالستمو یعنے جاننا اور پہچاننا نسبتی کا جو خدا اور رسول کے مابین تحقیق پایا ہے اس کو علم رشتہ کہتے ہیں اور جملہ واجبات اور فرائض سے ہوئے اور وہ مکمل پیر کامل کے تلقین اور ارشاد پر موقوف ہوئے علم مذکور کے فوائد اور منافع سے ایک یہ ہے کہ تینوں معرفت کی تحصیل اور تحقیق کے بعد جو مقید اور عام ہوئے۔ مطلق اور خاص بن جائے۔ اور وہ مرشد کامل الامداد وعارف جامع الاضداد (ضدوں کو جمع کرنے والے عارف) سے قال صحیح کے سننے پر موقوف ہے کہ

خذ العلم یا فواہ الرجال لا من الدفاتر والصحائف (یعنے حاصل کر علم کو منہ سے مرد کے (مرشد کامل) نہ کہ دفتروں اور صحیفوں سے جبکہ علم الیقین مذکورہ پیر کامل واصل سے حاصل ہو۔ طالب کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً راہ توحید حقیقی میں

گوش کن از ہوش می گویم ترا
تو ہوش رکھ کر سن جو میں کہوں تجھ کو
طاعت معبود بر حق بر شناخت
معبود الہٰی کی عبادت برحق ہے لیکن شناخت
پر (جس کی عبادت کرتے ہو اسکو پہچاننا چاہئے)
لیک تحقیق باشد ش اولی
اس کی تحقیق پہلے پہل کب ہووے
باشدش بہ شناختن زان حیثیت
اس کو اس حیثیت سے پہچاننا چاہئے
آفرید این جملہ عالم را ز لا
جو ان تمام عالم کو پیدا کیا لفظ لا سے یعنی لا الٰہ
مشترک بین العوام و الخواص
عوام اور خواص کے درمیان یہ پہچان مشترک ہے لی جاتی ہے
این شناسائی ست بے سہو و خطا
پھر ایسی پہچان ہے کہ بغیر سہو اور خطا کے ہے
ہم چنانت بازحق باید شناخت
ایسا ہی تجھ کو بھی پہچاننا چاہئے
صورت ایجاد اشیاء کل حضا
تمام اشیاء کے ایجاد کی صورت کو

خفی سے مشغول رہے۔ اس سے مراد اس علم کے عمل سے ہے۔ یہاں تک کہ علم الیقین اور حق الیقین پر فائز ہوئے پس فہم و غور کریں اور عمل کریں۔ اور وصل پائے۔

نظم مولف

شد مرادِ حق ز خلق ما عدا

حق تعالیٰ کی مراد ہے تمام خلقت سے اپنی

معرفت آنکہ عبادت عابدا

معرفت ہے وہ معرفت بھی عابد کی عبادت ہے

بر عبادت دان مقدم معرفت

عبادت پر معرفت کو مقدم جان

زانکہ گفت احببت ان اعرف خدا

اسی لئے حق تعالیٰ فرمایا احببت ان اعرف یعنے

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ مجھے شوق ہوا کہ پہچانا جاوں۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا اس لئے عبادت سے پہلے معرفت الہیٰ چاہیئے۔

حجت است این عقلی و نقلی دلیل

یہ عقلی اور نقلی دلیلیں ایک حجت ہیں

بہ طریق گو خود آید در ظہور

اس طریقہ پر گویا وہ خود ظہور میں آئے

با لباس صورت شان دائما

ان کی (یعنی شئی کی) صورت کے لباس میں دائم

خواں ہو الظاہر ز قرآن مجید

قرآن مجید سے ہو الظاہر (وہی ظاہر) پڑھ

گر دلیلے بایدت زیں مدعا

تجھکو اس مدعا کے لئے اگر دلیل یعنی ثبوت چاہیے

از خواص حق اخص وارند و بس

حق کے خواصوں کے لئے مخلص ہے اور بس

غیر شاں رایں شناسائی کجا

اونکے غیر یعنی غیر خواص کو یہ پہچانتا کہاں ہے

باز بشناسی کہ بر شکل جہاں

پھر پہچانتے تو کہ عالم کی صورت پر

ظاہر آمد ایزد بیچوں جہرا

ظاہر ہوا ہے ایزد (یعنی حق تعالیٰ) بے چون وچرا کے

محض از بہر ظہور عالم است

صرف عالم کے ظہور کے لئے ہے

ایں ظہور صانع عالم نما

صانع عالم نما (عالم کو دکھلانے والا قادر مطلق کا یہ ظہور)

باز دانی کہ ظہور خلق کرد
پھر جانے تو کہ خلق کو کسنے ظاہر کیا ہے
بہر عرفان و عبادت خویش را
اپنے عرفان اور اپنی عبادت کے لئے
وَهُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيءٍ فَاعبدوا
وہ تمام اشیاء کا خالق ہے پس تم اس کی عبادت کرو
از قرآن مارا نبی دادہ بشا
قرآن شریف سے ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے
قدرِ عرفان و عبادت ایں کمال
اس عرفان اور عبادت کی قدر کو اے کمال
زیں بیان بشناس می آرش بجا
اس بیان سے پہچان اور اس کو بجالا
قول حق شاہ میر است ایں کلام
شاہ میر کا یہ کلام قول حق ہے
والسلام علی من اتبع الھدیٰ
اور سلامتی ہو جس نے کہ اتباع کی ہدایت پائی

۲۵

کلمۂ قالِ صحیح

ایک معروف و مشہور قطعہ کے معنے ہیں جو کتاب گلستان سعدی شیرازی قدس سرہ میں مرقوم اور مسطور ہے۔ اس عجز د تصور کے معترف کے معلومات اور مقدور کے مطابق شرح ہے

شعر

گل خوشبوئے در حمام روزے

ترکیب توصیفی ہے اضافی نہیں۔ یعنی خوشبو رکھنے والی مٹی اس سے مراد وہ قالِ صحیح ہووے جو حالِ صحیح کے عین ہو اور حمام سے کنایہ دنیا کا ایک خلوت خانہ کہ جس میں مرشد مسترشد یعنی مرید کو توجہ فرمائے۔ اور اس سے مولیٰ تعالیٰ کی عشق و محبت کی گرم جوشی اس کے دل میں پیدا ہو۔ ایک روز یعنی اُس روز جب کہ میں شیخ کامل سے بیعت کر کے داخل طریق ہوا ہیں اور ان کی تعلیم و تلقین ارشاد کے قابل ہوا ہوں۔

رسید از دستِ مخدومی بدستم

اور دوسرے نسخوں میں بجائے مخدومے محبوبے ہے۔ یعنی رسید از دستِ محبوبے بدستم۔ دونوں کا ماحصل ایک ہی ہے گویا کہ مرید صادق اور مضبوط طالب کہتا ہے کہ ایک مخدوم یعنی

بزرگ کے ہاتھ سے یعنی مرشد کی زبان سے میرے ہاتھ میں یعنی
میری سماعت میں پہونچا۔ قول اور صدق کلام ان کا ہے
بدو گفتم کہ مشکی یا عنبیری　　کہ از بوئے دلاویز تو مستم
ترجمہ :- اس سے میں نے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر؟ کیونکہ تیری
دلاویز (دلپسند) بو سے میں مست ہوں جاننے کہ کلام لفظی
اگرچہ منہ اور زبان اور دوسرے مخارج سے وہ تعلق رکھتا ہے۔
لیکن بوئے خوش جو اس کے معنیٰ اور مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہو مسرت
اور دل و جان کی تازگی کا سبب اور روح رواں کی مستی اور
سرشاری کا باعث ہو سکے۔ پس طالب حق اور عاشق ذات مطلق
کہتا ہے کہ میں اپنے مرشد کے قال صحیح کے متعلق جو ان کا لفظی ہے
میں نے پوچھا کہ المنۃ للہ و احسان اس باری تعالیٰ کا آپ کے
مبارک و بابرکت وسیلہ سے محبوب حقیقی و مطلوب معنوی
جل ذکرہٗ کے وصال اور اتصال کی خوشبو (تازہ جو ہر تار ہا) مرے
دماغ میں پہونچی۔ اور مقام فنا فی اللہ و بقا باللہ کہ اس کو حال
مطلق و ذکر خفی اور عبادت دائمی اور توحید حقیقی اور معرفت
یقینی کہتے ہیں مجھ کو آپ کے بزرگ وسیلہ سے حاصل اور میسر
ہوا اور یہ معنیٰ الغنی یہ بات عجیب سے عجیب تر ہے جو کسب عمل
اور ریاضت و مشقت و مجاہدہ و مکاہدہ کے بغیر فقط قال صحیح
کے سننے سے مجھ کو حال صحیح حاصل ہوا۔ پس قال صحیح مرشد کا مجھ

مسترشد (مُرید) کے سوال کے جواب میں ؎

بگفتہ من گل ناچیز بودم ولیکن مدتے باگل نشستم

ترجمہ - کہا میں ایک ناچیز مٹی تھا - اور لیکن ایک مدت گل کی صحبت میں بیٹھا رہا ناچیز اس لئے کہا کہ قال یعنی جو کلام لفظی ہے - اور اس سے مراد حروف و اصوات یعنے آوازیں ہیں جو اعراض پسند ہیں (اعراض منہ پھیر لینا) الغرض لا یبقٰی زمانین - عرض کے لئے کوئی زمانے قائم نہیں -

قال فی القاید الجامی قدس سرہ

قائد الجامی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

حرف و صوتا کہ نو بنو حادث میشود نیست چوں دوال الایث

حرف اور آوازیں جو کہ نئے نئے پیدا ہوتے ہیں جیسے دوڑتے ہیں رک رک کر اور زینت ہوتے ہیں

باشد آں پیش عقل خردہ شناس مرکلام قدیم زرچو لباس

وہ یار ایک ہیں عقل یعنے نکتہ شناس کے پاس ایسے ہیں خاص کلام قدیم کے لئے مانند لباس کے جو پلیدہ ملا ہے

حاصل یہ ہے کہ جب کہ کلام لفظی جو حروف اور آوازیں ہیں تمام اعراض اور محدثات (نئے پیدا از خود قائم نہیں) سے ہیں - میں جو گل ناچیز (گ کو زیر کے ساتھ) یعنی اپنی ذات سے موجود نہیں ہوں اور عرض و حادث ہوں - باگل (گ کو پیش سے یعنی (پھول) کے ساتھ (جو کلام نفسی حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے اس کی صفت قدیم اور باقی ہے) اس سے مراد ہے اظہار مکنونات (یعنے منشاء مخفی)

و مخزونات (ارادہ ہائے مخفی) معلومات الٰہی کے اور مشہودات مشاہدہ میں آئی ہوئی اس باری تعالیٰ کے ہیں ازل سے ربط اور تعلق مانند یگانہ ہیں، سے بیگانہ پن کے ساتھ رکھتا ہوں بلکہ وہی کلام نفسی حق تعالیٰ کا ہے جو کلام لفظی کے اس کے ساتھ عارف ملتبس ہوا ہے۔ اسی بناء پر کہا ہے۔ ع

کمال ہمنشین در من اثر کرد

ہم صحبت کا کلام میرے میں اثر کیا

کمال ہمنشین وہ ہے جو فقط قال صحیح کے سننے سے سامع کو حال دائمی مطلق حاصل ہووے جو اس مراد غیریت کے خیال کا رفع ہونا وہم دوئی کا رفع ہونا ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہوا ہے

"دع نفسک فتعال الحادع وہم غیرک"

"چھوڑ اپنے نفس کو واپس آجا اور چھوڑ تیرے وہم غیر کو"

شعر

وصال اینجا یکے رفع خیال است	چو غیر از پیش برخیز دو حال است
وصال یہاں یہ ہے کہ ایک خیال کو رفع کرنا ہے	جب غیر سامنے سے اٹھ جائے وہی وصال ہے

شعر

قرب بے بالا و پستی رفتن است	قرب حق از قید ھستی رستن است
قرب بغیر بلندی و پستی کے جانا ہے	قرب حق ہستی کی قید یعنی اپنی خودی سے نکل جانا ہے

شعر

وگرنہ من ھماں خاکم کہ ہستم

اور اگر نہیں تو میں وہی خاک ہوں جو ہوں میں

اس حیثیت سے کہ درمیان لفظی و نفسی کے جو فرق ہے عرضیت وجوہریت اور حادث اور قدم چوں اور بیچون ہونا۔ فنا اور بقا۔ کمال اور زوال بنایا جاتا اور نہیں بنایا جاتا۔ اور اس جیسے جو فرق ہے ظاہر اور روشن ہے جیسا کہ گل و گل۔ لطافت اور کثافت اور مثل اس کے فافہم واعلم۔ پس فہم کرو اور جانو۔

۲۶

کلمہ وجود سیر

مجھ کوتاہ سمجھ کے خاطر میں گزرتا ہے کہ قولہ تعالی ما اصابک من حسنۃٍ فمن اللہ۔ وما اصابک من سیئۃٍ فمن نفسک یعنے جو کچھ پہونچے تجھ کو حسنہ اور نیکی سے خدائے تعالیٰ سے ہے اور جو پہونچے تجھ کو سیئہ یعنی بدی تیرے نفس سے ہے۔ گویا کہ آئیہ کریمہ کے ظاہری معنے کے ثبوت کے بعد اس کی پسندیدہ توجیہ معتقد کی تفسیروں میں صراحت اور تشریح کے لکھتے ہیں۔

احتمال ہے کہ حسنہ سے مراد وجود اور اس کے توابع ہوں مثلاً

حیات اور بقا، علم و ارادہ۔ قدرت و سماعت اور کلام اور مانند اس کے صفاتِ کمال سے جو کہ وجود مطلق کے ذاتیات سے ہیں اور سیئہ سے مراد عدم اور اس کے توابع ہو دیں جو نقصانات جیسے موت اور فنا اور جہل اور اضطرار و عجز اندھا۔ بہرا۔ اور گونگا پن اور اس کے مانند نقص و زوال کے صفات سے جو عدم کے ذاتیات ہیں۔ مَا عِندَکُم یَنفَدُ وَمَا عِندَ اللّٰہِ بَاقٍ۔

ترجمہ:۔ جو تمہارے نزدیک ہے وہ آخر ہو جائے (ختم ہو جائے) اور جو اللہ کے نزدیک ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس سے خبر دیتے ہیں اور یہ رباعی مولوی جامی قدس سرہ السامی کی ان مضمون کی تائید میں ہے

رباعی

ہر جا کہ وجود سیر کردہ است اے دل	میداں بہ تعین کہ محض خیر است اے دل
ہر شر ز عدم بود عدم غیر وجود	پس شر معہ مقتضائے غیر است اے دل

ترجمہ

اے دل جس جگہ وجود سیر کیا ہے	یقین کے ساتھ جان کہ وہ محض خیر ہی خیر ہے
جو شر ہے وہ عدم سے ہے اور عدم کو وجود نہیں	پس شر غیر کے اقتضاء (چاہت) کے ساتھ ہوتی ہے

جاننا چاہیئے کہ رقم شدہ آیاتِ کریمہ کا مضمون رباعی پر از ہدایت

کے مضمون کے مسئلہ تجدد امثال کو ثابت کرتا رہا ہے۔ جو اہلِ حقائق رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے دقائق سے ایک دقیقہ ہے (دقیقہ لطیفہ باری کی)

کلمہ ۲۷ علم و عمل

خاصانِ اُمت اور رئیسانِ ملت علیہ الرحمۃ والتحیۃ (اُن پر رحمتِ الٰہی اور سلامتی ہو) فرماتے ہیں کہ علم دین دو قسم پر تقسیم پایا ہے۔ ایک وہ علم ہے جو عینِ عمل ہو اور دوسرا وہ عمل ہے کہ عینِ علم ہووے۔

اول کا تعلق اصل سے ہے اور دوسرے کا ربط فرع سے

"اے عزیز پر تمیز انصاف کی نظر سے دیکھ۔ انصاف دیکھ اس تحقیق کی بناء پر قسم اول علم باطن اس کا حاصل کرنا مرشد کامل کے قالِ صحیح پر موقوف ہووے کہ اس سے مطلق حالِ صحیح حاصل ہوتا ہے حال صحیح معتقد پر کہ اس کا حصول ذکر و شغل مقید پر موقوف ہووے (آہ) کس قدر فوقیت اور زیادتی اور اولیٰ پن اور افضلیت دی گئی ہے۔"

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فضل العلم خیرٌ من افضل العبادۃ۔ علم کی فضیلت بہتر ہے عبادت کی فضیلت سے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔ فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔ ایضاً

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العالم فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ۔ فرمایا عالم اپنی قوم میں گویا نبی ہے اپنی امت میں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل العمل مع العلم کثیرٌ وکثیر العمل مع الجہل قلیل۔ فرمایا تھوڑا سا عمل علم کے ساتھ وہ کثیر یعنی زیادہ ہے اور زیادہ عمل جہل سے ناواقفیت سے وہ تھوڑا ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحدٌ اشد علی الشیطان من الف عابد فرمایا ایک فقیہ (یعنی علم فقہ کا عالم) شیطان پر زیادہ سخت ہے ہزار عابد سے۔

قال العلم شیئٌ لطیفٌ لا یعطی اِلّا العبدُ

اللطیف۔ فرمایا علم ایک لطیف شئی ہے عطا نہیں کیا جاتا مگر لطیف بندے کو۔

وَعن علی رضی اللہ عنہ رتبۃ العلم اعلی الرتب۔ علم کا رتبوں سے اعلیٰ رتبہ ہے

وَعنہ مجلس العلم روضۃ الجنۃ۔ اور انھیں سے ہے علم کی مجلس جنت کا باغیچہ ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل المعرفۃ خیرٌ من کثیر العمل تھوڑی سی معرفت بہتر ہے عمل کثیر سے

وَعنہ ایضاً اور انھیں سے ایسا ہی۔

أطلب الادب اولیٰ من طلب الذھب ادب طلب کرنا بہ اولیٰ ہے زر و سونا طلب کرنے سے

قال الجنید قدس سرہ لاستغراق الوجد فی العلم خیرٌ من استغراق العلم فی الوجد علم کے ذوق میں محو ہونا بہتر ہے علم کو ذوق میں محو کرنے سے۔ ملا عبد الغفور مرید اور شاگرد ہیں مولوی جامی قدس سرہ اس قول کے معنے میں لکھتے ہیں۔

یعنی محو ہونا اور ہلاکت پانا وجد کا علم میں اور مغلوب ہونا وجد کا مقابل علم کے لئے بہتر ہے۔ ہلاکت کا وجد میں اور مغلوب

ہوتا علم کا وجد میں۔ حاصل یہ ہے کہ علم کا غالب رہنا وجد و حال پر بہتر ہے وجد و حال کا علم پر غالب ہونے سے انتہا لیں چاہئیے کہ قال صحیح کو سرسری (بے غور و تامل) نہ سمجھے اور حال تقیید کی خیریت میں اس پر اندیشہ نہ کرے۔ یا عاشقانِ علیہ الرحمۃ والرضوان کے لئے کتاب گلستانِ (سعدی) میں کیا عمدہ فرمائے ہیں۔

صاحبدلے بمدرسہ آمد زخانقاہ　　　بشکست عہد صحبت اہل طریق را

ایک ولی صفت بزرگ خانقاہ چھوڑ کر مدرسہ میں آگئے اہل طریقت سے عہد صحبت کو قطع تعلق کرکے

مدرسہ وہ ہے کہ جہاں علم سیکھنا و سکھانا جاری رہتا ہے۔ خانقاہ وہ مقام جہاں اہل طریق درویشوں کے ذکر و شغل مراقبہ و مشاہدہ کے لئے مقرر ہے۔

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود؟

میں نے پوچھا عالم اور عابد میں کیا فرق تھا

تا اختیار کردی از آن این طریق را

کیونکہ تم نے اس سے برطرف ہو کر اس طریقے کو اختیار کیا ہے

گفت آن گلیم خویش بیرون می برد ز موج

کہا وہ پانی کی لوٹ سے اپنی ہی کملی کو آپ بچا لیتا ہے

وین جہد میکند کہ بگیرد طریق را

اور یہ کوشش کرتا ہے کسی ڈوبتے ہوئے کو پکڑ کر بچائے

عابد صرف اپنا بچاؤ آپ کر لیتا ہے زہد و عبادت صرف اپنی نجات

کے لئے ہے۔

عالم اپنے علم سے دوسروں کو ہدایت پہونچاکر سیدھے راستے پر لاتے اور گناہوں سے نجات پانے والا بناتے ہیں۔ اور اسی مذکورہ معنے میں سید عبداللطیف مرحوم و مغفور المعروف مشہود محی الدین صاحب ساکن ویلور اپنے رسالہ مسمی (لطائف لطیفی) میں تحریر فرمائے ہیں وہ یہہ ہیں۔

لطیفہ

اے عزیز طالب کو دو طریقہ سے راہ دکھا سکتے ہیں عشق اور عقل طریق عشق ذکر و شغل طریق عقل تعلیم ہے اور اس کا نتیجہ توحید علمی ہے۔

اے عزیز مقیدات میں شغل و ذکر کرنا نتیجہ کا تعین کا دیوے اور مطلقات میں اشتغال کرنا نتیجہ اطلاق کا اور اسی واسطے مقیدات میں خوف زوال ہے اور مطلقات میں نہیں۔

لطیفہ

اے عزیز مجاہدہ اور مکابدہ اور مکاسبہ (جہد کرنا۔ خود کو گھسانا۔ اور کسب یعنی محنت کرنا) اور دشوار ریاضتیں یہ مراتب وجودی کے حصول پر موقوف ہیں نہ مراتب علمی کے لئے کیونکہ مراتب علمی فعلیت کی تحصیل میں مجاہدہ و مکاسبہ کام نہیں آتا ہے بلکہ وہ مرشد کامل کے قال صحیح پر موقوف ہے اور مراتب وجودی کے معاملات بجز معاملات مراتب علمی معطل (بیکار) ہیں۔

اگرچہ یافت حق نتیجہ ثانی ہے نہ اول اور مراتب علمی معاملات بجز مراتب وجودی معاملات کے کفایت کرتے ہیں کیونکہ اسی سے مقصود حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسرا جانئے کہ رسولوں کا ارسال اور کتابوں کا نزول کشف مراتب علمی ہے۔ پس یہ مرتبہ خاص ہووے۔ اور مراتب وجودی کے کشف میں اہل سند رحمۃ اللہ علیہ بھی مشابہت اور مشارکت رکھتے ہیں پس یہ عام ہووے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ اور سلامتی ہو اس پر جس نے تابعداری کی اور ہدایت پائی۔ قال فی شرح العقائد (کتاب شرعۃ الاسلام کی)

بدان کہ عابد بے علم و زاہد نادان
جان، تو بے علم عابد اور نادان زاہد
خر خراس بود بلکہ سخرہ شیطان
کولھو کا گدھا بلکہ شیطان کا بیگار ہووے
وگر نہ عمر تو یک ہفتہ بیش دانی نیست
اگرچہ تیری عمر جان لے کہ ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے
بعلم فقہ نماز اشتغال اے نادان
علم فقہ حاصل کرنے میں شغل رکھ اے نادان
بہ است ازان کہ گزاری ہزار رکعت نفل
تو ایک ہزار رکعت نفل گزارنے سے یہ بہتر ہے

وقوف مسئلہ از علم دینی ہان

کہ ہمارے علم دین کے ایک مسئلہ سے واقفیت رکھنا ہاں یاد رکھ

ز موج بحر بر آرد گلیم خود عابد

دریا کی لوٹ سے عابد صرف اپنی کملی کو بچالے

کہ دستگیر غریق عالم از طوفان

عالم طوفان سے ڈوبتے ہوئے کا ہاتھ پکڑ کر نکالنے والا ہے

میان عالم دنیا و عالم عقبیٰ

دنیاوی علم کا عالم اور عاقبت کے علم کا عالم کے درمیان

جو فضہ سرہ ناسرہ بود شتان

جیسے کہ کھری اور کھوٹی چاندی میں بہت بڑا فرق ہے

جدا ست عالم باللہ ز عالم احکام

عالم احکام سے عالم باللہ بہتر ہے حکمرانی علم کا عالم سیا

بود مشاہدہ را بر خبر بلے رجحان

ہووے مشاہدہ پر خبر دار بلکہ اس طرف زیادہ مائل ہے

مباش غرہ ایا عالمے کہ بے عملی

مت ہو مغرور اپنے علم میں اے عالم تو، کہ بے عمل ہے

کہ ہیچ کار نشاید بدون چلہ کمان

کیونکہ کوئی کام نہ آئے بغیر تیر کے صرف کمان

مثالِ عالم گمراہ چو کشتی باشد
عالم گمرہ کی مثال اس کشتی جیسی ہے
کہ گشت غرق و خلقے ہلاک شد با آن
جو غرق ہو گئی اور ایک خلقت اس کے ساتھ ہلاک ہو گئی
اشد الناس عذاباً بود ہر آن عالم
لوگوں کے لئے سخت عذاب ہے ہر وہ عالم
کہ حق ندارد از علم خویش بدون زیان
کیونکہ کوئی حق بات نہیں رکھتا ہے اپنے علم سے وہ سوائے نقصان کے
چو ہست آئینہ علم را عمل صیقل
جبکہ علم کے آئینہ کے لئے عمل صیقل
نماید رخ جمعیت و صفائی جان
اطمینان قلبی کی صورت دکھائی دے تجھکو اور روح کی صفائی
ز شر شہر کنی دفع با سلاح از خود
شہر نفس کی شرارت دفع کرے تو اپنے ہی ہتھیار سے
بہ بیشہ بے حرکت جوارح و ارکان
اس کے صحرا دین اعضاء و جوارح کی حرکت کے بغیر
چو از حرارت صفراست بیماری
جبکہ صفرائی حرارت سے ہے بیماری
سکنجبین شہد و کشکا را بنیش در ۴ ن
سکنجبین اور شہد اور آش جو اس کا علاج جان

ولیکن تا نخوری و لو از ی استعمال
اور لیکن جب تک تو اسکو نہ کھائے اور استعمال نہ کرے
بود ز آتش تنہا زوال آن مکان
فقط اس کی گرمی ہی سے اس کا زوال یعنی نقصان ہو سکتا ہے
ہزار رطل اگر چند بادہ پیمائی
ہزار رطل با چند پیالے شراب کے تو ناپتا ہی رہے
ولیک تا نکنی نوش کی شود مستان
لیکن جب تک اس کو تو نوش نہ کرے اس کا خمار کیسے حاصل ہو
هزار مسئلہ علم خوانی و دانی
ہزار مسئلے علم کے تو پڑھے اور جانے
بوفق آن نکنی گر عمل همیدون دانی
اگر موافق اس کے عمل نہ کرے تو اپنے کو ویسا ہی جاہل جیسے پہلے سے ہے
بہ خواب دید کسے مر جنید را پرسید
کسی نے حضرت جنید بغدادی رح کو خواب میں دیکھا تو پوچھا
کہ چیست حال تو اے سید خدا بینان
کہ آپکا کیا حال ہے اے خدا کو دیکھنے والوں کے سردار
عبادت و طاعت اشارہ کردہ مگر
ایک ساعت عبادت و طاعت کی طرف اشارہ کئے مگر

بہ خوف شب شدہ رکعات چند نفع رساں
خوفِ الٰہی سے شب کی چند رکعتیں فائدہ پہونچائیں
مرادِ ماکہ ازیں علم۔ عمل غیر عمل
ہماری مراد اس علم سے علم بے عمل ہے
زعلم عین عمل بستہ بہ زبان بیان
علم عین عمل کی تعریف سے زبان بند رکھنا بہتر
کیونکہ اس کی تعریف سے زبان قاصر ہے
کلامِ حضرت شہیر جامع است کمال
حضرت شہیر کا کلام تمام کا جامع ہے اے کمال
میان وصلت و ہجر و جہالت و عرفان
وصل اور جدائی اور جہالت (نامعلوم) اور عرفان کے درمیان

۲۸

کلمہ کشف سر وحدت

وحدت مطلق کے اسرار کے کشف میں۔

جاننا چاہیئے کہ صوفیہ علیہ الرحمتہ و التحیۃ کے فرقہ نے وحدت مطلقہ کے معنے یوں فرمائے ہیں۔ ایک ذات حق سبحانہ کی اپنے صفات کے ساتھ موجود ہے
اور دوسری ذات اپنے صفات کے ساتھ معدوم۔

اس کوتاہ سمجھ و قاصر کے خیال میں ایسا گزرتا ہے کہ۔ پہلے
فقرہ کا مفہوم یعنی " ایک ذات حق سبحانہ تعالیٰ یا صفات خود
موجود ظاہر ہے بغیر شبہہ کے تحقیق ہوئے کہ سوال و اشکال کا اس
میں ہونے کے مجال محال ہوئے یعنی ذات حق وجود محض ہے جو
عدم نہیں رکھتی ہے اور صفات حق وہ کمالات جو نقصان نہیں
رکھتے۔ مثلاً واجب ہونا اور قدیم ہونا اور حیات و علم و ارادہ
وقدرت سمع و بصر و کلام اور حیات بخشی اور موت دینا اور اسکے
مانند اس کا حاصل = لا موجود الا اللہ ہوا۔

وَ تَمَّتْ کَلِمَتُ
وَ تَمَّتْ بِالْخَیْر

کنز العرفان حضرت غوثی شاہ قدس اللہ سرہٗ کے نعتیہ کلام طیباتِ غوثی کا ایک ورق
(دو نعتیں)

عشقِ نبیؐ

رؤیا میں نظر زلفِ محمدؐ پہ پڑی ہے
جنت میں کہیں اب مری تقدیر لڑی ہے

کم مستیٔ عشقِ نبوی ہوتی ہے واعظ؟
دیوانے یہ کہتے تو مری گھٹی میں پڑی ہے

تصویر سے کیا کام ہے عشاقِ نبی کو
صورت یہ مرے دل کے نگینے میں جڑی ہے

جو لذتِ الفت ہے مرے دل ہی سے پوچھو
آتا ہے مزہ جتنا کہ یہ چوٹ کڑی ہے

دیکھو تو ذرا مرتبۂ عشقِ نبیؐ میں
سرکار بھی ہیں موت بھی دولہن سی کھڑی ہے

ہر سانس میں احمدؐ کی صدا آتی ہے دل سے
واللہ یہ نایاب مرے دل کی گھڑی ہے

جاں غوثی نے دی آج فقط عشقِ نبیؐ میں
اتنی سی تو ہے بات مگر دھوم بڑی ہے

رہبر ہو؟

خدا کے پاس کیا ہے ایک ہُو ہے
جو کچھ بھی ہے نبیؐ کے روبرو ہے

اسی کے جلوے ہیں دونوں جہاں میں
تجلی یار کی ہی چار سو ہے

احد کو پردۂ احمد میں دیکھا
خدا کا شکر نکلی آرزو ہے

نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں
مرے مولا ترا جلوہ ہے تو ہے

نکالے یار کو اب ڈھونڈھ کر ہم
وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے

محمدؐ پر فدا ہو جان سے میں
یہ میرے یار کے گیسو کی بو ہے

نہیں غوثی کو ہستی اور انا بھی
یہ نقشہ یار کا ہے ہو بہو ہے

"تقدیسِ شعر" کا ایک ورق مصنفہ حضرت مولانا صحوی شاہ

کیفِ عشق

میں عاشقِ احمدؐ ہوں مجنوں ہوں نہ سودائی
یہ دولتِ بے پایاں تقدیر سے ہاتھ آئی

دل دردِ محبت سے بھرپور ہے یوں جیسے
اک موج کے دبتے ہی اک اور اُبھر آئی

عالم وہ تصور کا یوں دل میں جما یا ہے
جس سمت نظر ڈالی صورت وہ نظر آئی

وہ ہوں گے جہاں ہوگی اک انجمن آرائی
ہم ہوں گے جہاں ہوگی تنہائی ہی تنہائی

کیا دل سے کوئی کھیلے جب جان پہ بن آئی
کیا خوف ہو ذلت کا اور کیا غمِ رسوائی

وہ محفلِ انجم ہو یا چاند ہو یا سورج
رُخسارِ محمدؐ سے ہر شے نے ضیا پائی

اک نور کا عالم ہے جس سمت جدھر دیکھو
تنویرِ محمدؐ سے ذروں نے جلا پائی

دل ٹوٹ گیا اپنا جی چھوٹ گیا اپنا
ہم ہیں غمِ جاناں ہے اور گوشۂ تنہائی

یہ حبِ محمدؐ سے گستاخی ہے اے صحوی
کیوں سینۂ سوزاں سے آہ لب تک آئی

خوشخبری ـــــ طالبان توحید و دل دگان تصوف کے لئے

ـــ فتوحاتِ مکیہ (اردو ترجمہ) اہم اقتباس

مصنفہ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ اخذ و ترتیب مولانا غوثوی شاہ

معارف التنزیل (اردو ترجمہ) ـــــ

مصنفہ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ

الموترانا وا الناس (تفسیر) مترجمہ مولانا لیسین عرفانی

اخذ و ترتیب :۔ مولانا غوثوی شاہ

ـــــ اسما الاسرار

اردو ترجمہ: مصنفہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ

مترجمہ ـــ مولانا لیسین عرفانی

اخذ و ترتیب مولانا غوثوی شاہ

رازِ شریعت * معیت محمدیؐ

کشف الاعداد * اورادِ محمدیؐ

کشف الایات * حسن حسینؓ

انا الحق * اہمیت مرکز

آیاتِ ناسخ و منسوخ

ـــــ مرتبہ :۔ مولانا غوثوی شاہ

ناشر ادارۃ النور ۔ بیت النور ۔ چنچل گوڑہ حیدرآباد

وہ کتابیں جو دستیاب ہیں (انشاء اللہ تعالیٰ)

مقصد بیعت، مصنفہ حضرت غوثی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
بدعت حسنہ، مصنفہ حضرت صحوی شاہ رح
سلسلۃ النور (شجرہ) مصنفہ حضرت صحوی شاہ رح

* اسرار الوجود * کتاب سلوک
* تعلیمات صحویہ * دیار حرم گائیڈ
* تذکرۂ نعمانؒ سوانح عمری حضرت امام اعظم

} مصنفہ مولانا غوثوی شاہ

* فضائل کلمہ طیبہ
* سہ رنگی تعارف حضرت شیخ اکبر رض
* دیواری شجرہ (دائرۃ الوجود)
* دیواری شجرہ تعلیمات

} مرتبہ حضرت غوثی شاہ رح

* تجلیات اربعہ — مرتبہ مولانا شاہ محمد عبد القدوس
* کلیات روشن (شعری مجموعہ) — مولانا شاہ خواجہ عظیم الدین روشن

وہ کتابیں جو اب جلوہ ریز ہو چکی ہیں

کبریت احمر (اردو ترجمہ) — مصنفہ حضرت سیدنا شیخ اکبر رح
اخذ و ترتیب ـــــ مولانا غوثوی شاہ

---

* دعائے عرش العرش * تسبیحات غوثوی ـ مصنفہ مولانا غوثوی شاہ ـ

کلمات کمالیہ — مصنفہ حضرت شاہ کمال رح
اردو ترجمہ — مترجمہ حضرت صحوی شاہ رح اخذ و ترتیب مولانا غوثوی شاہ

ناشر ادارۃ النور ـ بیت النور ـ چنچل گوڑہ حیدرآباد ۲۴

سلام بحضور خیر الانام حضرت محمد مصطفیٰ ۲۱

(ماخوذ از تقدیس شعر)
(از مولانا حضرت صحوی شاہ)

بشیراً نذیراً سلامٌ علیکم — سراجاً منیراً سلامٌ علیکم
اندھیر دل کو غفلت کے کالک تو بخشا — ڈرایا منایا سلامٌ علیکم
ازل سے ہی اس در سے وابستگی ہے — غلاموں کے آقا سلامٌ علیکم
بصیرت عطا کی گئی ہے تم ہی سے — تجلی مولا سلامٌ علیکم
جسے تم نے چاہا اسے حق نے چاہا — تو رحمت سراپا سلامٌ علیکم
تمہارے تبسم کا پرتو یہ جنت — نگارِ مدینہ سلامٌ علیکم
گلستانِ عالم میں نکہت تم ہی سے — بہارِ تمنا سلامٌ علیکم
نگاہوں کا نور اور روحوں کی راحت — دلوں کا دلارا سلامٌ علیکم
وہ تم ہی تھے سوتہاں سے آگئے جو — تو یدِ مسیحا سلامٌ علیکم
تمہارے ہی نقشِ قدم کی تجلی — یہ دنیا وہ عقبیٰ سلامٌ علیکم
ان عارض پہ قربان ہوں چاند سورج — تم ان کا اجالا سلامٌ علیکم
تمہاری ہی زلفوں کی چھاؤں گھٹائیں — وہ لبِ برق آسا سلامٌ علیکم
بس اب چوم لوں بڑھ کے دہلیز در کی — یہی ہے تمنا سلامٌ علیکم

حضوری میں سر سے چلا آئے صحوی
اگر ہو بلاوا سلامٌ علیکم

معاونین کتاب:
- شاہ محمد علی عارف صاحب
- مولانا شاہ امام محی الدین قیصری شاہ
- مولانا عبدالمنان احمد بلالی شاہ۔

خواجہ محمد عبدالرزاق چشتی